مسلسل اشاعت کا تئیسواں سال

ماہنامہ معارف رضا کراچی

شمارہ نمبر (67) شوال المکرم 1424ھ / دسمبر 2003ء

دائرے میں سرخ نشان
ممبرشپ ختم ہونے کی علامت ہے
زرتعاون ارسال فرما کر مشکور فرمائیں

ھدیہ فی شمارہ =/15 روپیہ، سالانہ 150 روپیہ، بیرونی ممالک =/10 ڈالر سالانہ، لائف ممبرشپ -/300 ڈالر

نوٹ: رقم دستی یا بذریعہ منی آرڈر / بینک ڈرافٹ بنام "ماہنامہ معارف رضا" ارسال کریں، چیک قابل قبول نہیں

25 جاپان مینشن، رضا چوک (ریگل) صدر، کراچی (74400)، فون: 021-7725150

فیکس: 021-7732369، ای میل: marifraza@hotmail.com

(پبلشرز مجید اللہ قادری نے باہتمام حریت پرنٹنگ پریس، آئی۔ آئی۔ چندریگر روڈ، کراچی سے چھپوا کر دفتر ادارہ تحقیقات امام احمد رضا انٹرنیشنل کراچی سے شائع کیا)

آئینہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عید مبارک　　　　　　عید مبارک

اپنی بات

صاحبزادہ سید وجاہت رسول قادری

مومن کی عید

قارئین کرام!　　　السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

عید سعید آپ کو بہت بہت مبارک ہو

رمضان المبارک رحمتوں اور برکتوں کا مہینہ ہے تو شوال المکرم ان رحمتوں اور برکتوں کی عطا پر خوشیاں منانے اور اللہ رب العزت کے حضور اس کی ان نعمتوں پر شکر ادا کرنے کا مہینہ ہے۔ خوشیاں وہی مناتے ہیں اور انہی کا حق ہے جو رمضان المبارک میں ستھرے ہوئے، اور اللہ تبارک وتعالیٰ کی رضا کی خاطر جسم و روح کے ساتھ اس کے حضور سجدہ ریز ہوئے۔ انہی کے لئے قرآن مجید مژدہ سنا رہا ہے:

قد افلح من تزکّٰی وذکر اسم ربه فصلّٰی (الاعلیٰ ۸۷:۱۴-۱۵)

یعنی جس نے تزکیہ نہ کیا اور اپنے اعمال کو گناہوں سے آلودہ ہونے سے نہ روکا اس کے لئے کوئی فلاح نہیں

یکم شوال المکرم مسلمانوں کا یوم عید ہے، جس طرح ہر قوم اپنے اپنے طور پر اپنے اپنے رسم ورواج کے مطابق سال کے کسی ایک دن عید مناتی ہے اور تاریخ کے ہر دور میں مناتی رہی ہے۔ لیکن اسلام میں عید کا ایک منفرد اور پاکیزہ تصور ہے جو کسی اور قوم میں نہیں۔ اسلامی عید لہو لعب کا دن نہیں بلکہ تیس دنوں کی ریاضت کے بعد مومن کے جسم و جان پر اپنے رب کی اطاعت و بندگی کی علامات ظاہر ہونے کا دن ہے، جسم کی زیبائش و آرائش سے زیادہ، قلب و روح کو نورِ ایمان سے روشن و مجلّٰہ اور مزین کرنے کا دن ہے۔ رمضان المبارک کی ریاضتوں کے صلہ میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول مکرم ﷺ کی طرف سے عید کا ایک خصوصی تحفہ ہے اور وہ یہ کہ اس دن اللہ تعالیٰ اپنے نیک بندوں سے راضی ہوجاتا ہے، ان کے گناہ بخش دیتا ہے، ان کی ستر پوشی کرتا ہے اور ان کی دعائیں قبول فرماتا ہے۔ سید عالم ﷺ کا ارشاد ہے کہ (یوم العید) لوگ (بعد نمازِ عید) اپنے گھروں کو اس حالت میں واپس ہوتے ہیں کہ انکے گناہوں کی معافی کا اعلان کر دیا جاتا ہے۔ (مفہوم)

لہٰذا عید الفطر اس شکرانے کا دن ہے کہ اس نے ہمیں ہدایت دی اور رمضان المبارک کے روزوں کو ہمارے لئے سامانِ بخشش بنایا۔ عید کے متعلق قرآن مجید میں حکم یہ ہے:

ولتکبروا اللہ علی ماھدٰکم ولعلکم تشکرون ۝ ''اور اللہ کی بڑائی بولو اس پر کہ اس نے تمہیں ہدایت کی اور کہیں تم حق گزار ہو (البقرہ ۲:۱۸۵)

اس حق گزاری کا تقاضہ یہ ہے کہ ہم اس کے محبوب اکرم، رسول معظم محمد رسول اللہ ﷺ سے سچی محبت کریں، ان کے اسوۂ حسنہ پر نیک نیتی اور خوشدلی سے عمل کریں، ان کا ذکر کریں، ان کا چرچہ کریں اور اس دن کو بھی نہ بھولیں جس دن اللہ تعالیٰ کی یہ ''سب سے بڑی نعمت'' ہمیں ملی تھی، کیونکہ دنیا و آخرت کی ہر نعمت کا سرچشمہ آپ ﷺ کی ذات مبارکہ ہے اور دنیا کی تمام خوشیاں اور عیدیں صدقہ ہیں اس مبارک دن کا کہ جس دن آپ ﷺ کی ذات بابرکت اور وجود مسعود نے اس دنیا کو رونق بخشی اور

جسے دنیا ''عیدمیلادالنبی ﷺ'' کے نام سے جانتی ہے۔ دراصل یہی عیدوں کی عید کا دن ہے۔ مومن کی سب سے بڑی عیدحسنِ تمامیِ کائنات سید عالم ﷺ کے رخِ انور کی دید ہے۔ ہماری زندگی کے ایّام اس عیدمیلادالنبی ﷺ پر قربان ۔

پھر آج ہلال عید کا ہوتا ہے نمودار
ہر ایک مسرت سے نظر آتا ہے سرشار
ہم خاک نشینوں کی یہی عید ہے تاباں
اس ماہِ عرب ، ماہِ منوّر کا ہو دیدار

(۲)''حیات اعلیٰ حضرت'' کی بازیافت (رضویات کے بنیادی مآخذ کی عظیم دریافت)

۱۰ارشوال المکرّم مفکرِ اسلام،عبقریِ وقت،محققِ دوراں،مجدّدِ دین وملّت،شیخ الاسلام والمسلمین،نائبِ غوث الوریٰ،سیدنا امام احمد رضاخاں قادری برکاتی محدّثِ بریلوی قدس اللہ سرّہٗ السامی کا یومِ ولادت ہے،امسال عالم اسلام میں ان کا ۱۵۲ / واں جشنِ یومِ ولادت منایا جارہا ہے۔حضرت امام الہمام علیہ الرحمۃ والرضوان نے ۱۰ / شوال المکرّم ۱۲۷۲ھ/۱۴/ جون ۱۸۵۶ء کو ہندوستان کے صوبۂ یو. پی کے شہر بریلی میں عالم گیتی کو رونق بخشی اور سنِ ہجری کے اعتبار سے تقریباً ۶۸ / برس علم وعرفان اور عشقِ مصطفیٰ ﷺ کے نور کی کرنیں بکھیر نے اور تجدید واحیائے دین کی خدمت انجام دینے کے بعد ۲۵/صفر المظفر ۱۳۴۰ھ/ ۲۸/اکتوبر ۱۹۲۱ء کو اپنے خالقِ حقیقی کی بارگاہِ عالی میں حاضر ہوگئے۔رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ رحمۃ واسعہ

حضرت امام الھمام شیخ الاسلام کی حیات مستعار کے شب وروز دینِ متین کی خدمت،تجدید واحیائے دین اور دشمنانِ دین اور گستاخانِ رسول کی بیخ کنی میں گزرے۔وہ دورِ حاضر کے یکتائے روزگار عالم دین ہیں کہ جن کے تبحرِ علمی ، وسعتِ اطلاعات،قوتِ استدلال اور کثرتِ تصانیف میں ان کے ہمعصروں میں سے لیکر آج تک بلکہ اگر تاریخی تواتر میں دیکھا جائے تو بحر العلوم عبد العلی فرنگی محلی علیہ الرحمۃ کے دور کے قریب تک عالم اسلام میں ان کا مدِّ مقابل کوئی دکھائی نہیں دیتا۔جدید تحقیق کے اعتبار سے ۲۰۰/سے زیادہ علوم وفنون عقلیہ،نقلیہ،قدیمہ،جدیدہ پر ان کی دسترس اور ان علوم میں ان کی ایک ہزار سے زیادہ چھوٹی بڑی تصانیف اس حقیقت پر شاھد عادل ہے

امام احمد رضا نے جو کچھ لکھا محض رضائے الٰہی اور اس کے محبوب مکرم ﷺ کی خوشنودی کی خاطر لکھا۔اللہ تعالیٰ کبھی اخلاص فی الدین کو ضائع نہیں فرماتا۔یہ انکے اخلاص فی اللہ ہی کی برکت ہے کہ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ باوجود باوسائل دشمنانِ دین اور بدعقیدہ منافقین کی مخالفتوں کے ان کی شہرت میں روز بروز اضافہ ہورہا ہے۔ اہلِ قلم اور اہلِ علم ودانش،عالمی جامعات کے اسکالرز اور محققین ان کی علمی نگارشات اور ملّی کارناموں کی طرف متوجہ ہورہے ہیں اور دنیا کی ۲۵/ سے زیادہ جامعات میں ان پر ام.فل اور پی.ایچ.ڈی کی سطح پر کام ہوا ہے اور بحمد اللہ مزید جاری ہے اور ان شاء اللہ تعالیٰ ان کے عشقِ رسول ﷺ کے صدقے تا صبحِ قیامت جاری رہے گا۔گزشتہ ۲۵ رسال میں اب ''رضویات'' تحقیقات اسلامی کی ایک مستقل فرع قرار پاچکی ہے۔

ا............زیرِ نظر شمارے میں ہم نے سن ۲۰۰۳ء تک کی رضویات پر تحقیقی اور تصنیفی پیش رفت کا ایک جائزہ پیش کیا ہے اور الحمد للہ مزید خوشخبریاں آرہی ہیں لیکن ''رضویات'' کے حوالے سے ۲۰۰۳ء کی سب سے اہم خبر ''حیاتِ اعلیٰ حضرت'' مصنفہ ملک العلماء علامہ ظفر الدین بہاری ، رضوی قادری علیہ الرحمۃ (چار حصص) کی بازیابی اور اس کی طباعت واشاعت ہے۔گویا امسال کا یومِ عید اور یومِ ولادتِ اعلیٰ حضرت عظیم البرکت علیہ الرحمۃ خواجہ تاشان رضویت اور ''علمائے رضویات'' کے لئے وہ خوشخبری لیکر آیا کہ ستر (۷۰) سال سے جس کا انتظار تھا فدایانِ اہلسنّت اور شیدائیانِ اعلیٰ حضرت اس کی اشاعت کے لئے مدتوں چشم براہ رہے ہیں۔بعض تو انتظار کرتے کرتے اپنے دیدے سفید کر بیٹھے اور اس جہاں سے اس کی دید کی حسرت لئے ہوئے رخصت ہوگئے،بعض مایوس ہوکر گھر بیٹھ رہے اور سمجھ لیا کہ مسلمانوں کی چودہ سوسالہ تاریخ میں جہاں خزانۂ علمی کی گم شدگی کے بہت سے واقعات ہوئے ان میں شاید ایک یہ بھی ہو۔

اللہ جزائے خیر دے حضرتِ مصنف ملک العلماء قدس سرہٗ العزیز کے فرزند ارجمند جناب ڈاکٹر مختار الدین احمد آرزو (سابق رئیس شعبۂ عربی،مسلم یونیورسٹی، علیگڑھ) زید مجدہ،برادرم حضرت صاحبزادہ اقبال احمد فاروقی زید علمہٗ (صدر مرکزی مجلس رضا،لاہور) اور محترم حضرت علامہ مفتی مطیع الرحمٰن رضوی (مہتمم الجامعۃ الرضویہ، پٹنہ،انڈیا) کو کہ انہوں نے نہایت مستعدی کے ساتھ ''حیاتِ اعلیٰ حضرت'' کی بازیافت کی کوشش جاری رکھی اور حالات واقعات اور ذمہ دار افراد کی دانستہ یا نادانستہ نادانیوں سے مایوس نہیں ہوئے،آخر کار بفضلہٖ اس کی بازیافت ہوئی،اور ان حضرات نے اخلاص فی اللہ کے ساتھ اس کی طبات کا بارامانت اٹھایا،اور بحمد للہ جناب فاروقی صاحب نے

ہزار سے زیادہ صفحات میں جبکہ قبلہ مفتی مطیع الرحمٰن رضوی صاحب نے رضا اکیڈیمی ممبئی کی وساطت سے تین جلدوں (مجموعی صفحات ۱۵۶۹) میں اس نادر و نایاب مخطوطہ کو زیورِ طباعت سے آراستہ فرما کر "خیابانِ رضویت" کے سایہ نشینوں، "علمائے رضویات" اور "محبان رضا" کو سن ۱۴۲۴ھ کی عید کے تحفہ اور اعلیٰ حضرت عظیم البرکت علیہ الرحمۃ کے ۱۵۲ ویں جشنِ یوم ولادت کے سووینئر کی حیثیت سے پیش کر دیا۔ پھر اس کی جدید ترتیب و تہذیب بھی آسان کام نہ تھا، یہ تسلیم کرنے میں ہمیں کوئی باک نہیں کہ اگر قبلہ مفتی مطیع الرحمٰن رضوی صاحب جیسے مزاج شناس اعلیٰ حضرت نہ ہوتے تو شاید اس کی تکمیل و طباعت و طباعت میں مزید کئی سال لگ جاتے، اور یہ بات کوئی اچھنبے کی نہ ہوتی۔ بلا شبہ یہ حضرات، ان کے ناشر ادارے (مرکزی مجلس رضا لاہور اور رضا اکیڈمی ممبئی) تمام دنیائے اہلسنت کی طرف سے بالعموم اور "خواجہ تاشانِ رضویت" اور "محققین رضویات" کی جانب سے بالخصوص بہت مبارکباد کے مستحق ہیں ۔

حسنت باتفاق ملاحت جہاں گرفت آرے باتفاق جہاں میتوان گرفت

الحمدللہ امام احمد رضا قدس سرۃ العزیز کی حیات و افکار اور آثارِ علمی کے حوالے سے گذشتہ برسوں میں (یعنی کتاب ھٰذا کے سنِ تالیف ۱۹۳۸ء کے بعد سے اب تک) زبردست تحقیقی اور تصنیفی پیش رفت ہوئی ہے اور اعلیٰ حضرت مجدد دین وملّت کی سیرت و سوانح پر بھی بعض کتب سامنے آئی ہیں جن میں ماہرِ رضویات قبلہ پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب کی "حیات مولانا احمد رضا خاں بریلوی" زیادہ بہتر اور مستند ہے۔ لیکن "حیاتِ اعلیٰ حضرت" کی اصل اور بنیادی مآخذ کی حیثیت سے اہمیت ان سب میں آج بھی مسلّم ہے کیونکہ ملک العلماء کو مجدّدِ ملّتِ اسلامیہ کا جو تقرب اور سہ آتشہ نسبت (یعنی بطور تلمیذ رشید، مرید مقرّب اور خلیفۂ اجل کی حیثت سے) حاصل تھی اس بناء پر زیرِ نظر کتاب کے مندرجات کو مشاھداتی سند کا درجہ حاصل ہے جو دنیائے علم و تحقیق میں اول درجہ کا ذریعہ استعلامات تسلیم کیا جاتا ہے۔ دوسرے یہ کہ یہ سوانح نہایت بسیط اور ضخیم اور حیات اعلیٰ حضرت کی خلوت اور جلوت کے ایسے پہلو اجاگر کرتی ہے جو کہیں دستیاب نہیں۔ اس کتاب کی بازیافت سے لیکر "خون جگر ہونے تک" (طباعت تک) کیسی کٹھی اور کیا کیا صبر آزما مراحل گزرے اور خود اس کے جویان عشاقِ اعلیٰ حضرت کو "دار و رسن" کی کن منزلوں سے گزرنا پڑا اس کے لئے آپ "حیات اعلیٰ حضرت" مطبوعہ رضا اکیڈیمی ممبئی کا مقدمہ مصنفہ مولانا عطاء الرحمٰن صاحب ضرور پڑھیں۔

۲.........اسی طرح فاضل نوجوان مولانا حافظ قاری عطاء الرحمٰن قادری سلمہ الباری مصنف "سیرتِ صدر الشریعہ" کی نئی تالیف "تذکرۂ اعلیٰ حضرت بزبان صدر الشریعہ" (مطبوعہ مکتبۂ اعلیٰ حضرت، لاہور) کی اشاعت بھی تحقیقاتِ رضویات پر ایک اہم اضافہ ہے کیونکہ اعلیٰ حضرت عظیم البرکت کا جو قرب اور ان کی بارگاہِ اقدس میں صدر الشریعہ علامہ مولانا مفتی امجد علی اعظمی رضوی قادری علیہ الرحمہ کو جو رسوخ بحیثیت "رفیقِ خاص" و "خلیفۂ اجل" اور مسندِ افتاء کی نیابت کا جو شرف کا، حاصل تھا اس کی بنیاد پر وہ گیارہ (۱۱) برس اعلیٰ حضرت کے شب و روز کی خلوت اور جلوت کے عینی شاھد رہے ہیں۔ یہی بات اس تذکرے کے مستند ہونے کو کافی ہے۔ اسی بناء پر یہ کتاب بھی ایک بنیادی مآخذ کی حیثیت رکھتی ہے۔

۳.........بنیادی مآخذ کی فراہمی کا ایک اور عظیم علمی اور تحقیقی کام ہندوستان کے ایک فاضل نوجوان محقق علامہ مولانا غلام جابر مصباحی زید مجدہٗ نے گذشتہ ۵/۶ برسوں کی محنتِ شاقہ کے بعد انجام دیا ہے اس کی روئداد خود ان کی زبانی معارف رضا کے زیرِ نظر شمارے میں شامل ہے۔ مختصراً یہ کہ علامہ مصباحی نے ۱۹۹۷ء میں، مگدھ یونیورسٹی، بہار، انڈیا میں "امام احمد رضا کی مکتوب نگاری" کا موضوع پی. ایچ. ڈی کے لئے رجسٹرڈ کرایا چھ سال کی محنت شاقہ کے بعد انہوں چار سو (۴۰۰) صفحات سے زیادہ پر مشتمل پی. ایچ. ڈی کا مقالہ ۲۰۰۳ء کے وسط میں متعلقہ یونیورسٹی میں داخل کرا دیا۔ اِن شاء اللہ امید قوی ہے کہ سال رواں کے اختتام یا آئندہ سال کے اوائل میں انہیں ڈاکٹریٹ کی سند مل جائے گی۔ لیکن علامہ مصباحی صاحب نے بفیضِ رضا جو عظیم بنیادی کام سر انجام دیا ہے وہ اس پی. ایچ. ڈی کے کام سے بھی کہیں زیادہ اہم ہے اور وہ یہ کہ انہوں نے "کلّیاتِ مکاتیبِ رضا" کے نام سے امام احمد رضا کی جانب سے مشاہیر علماء و فضلاء کو لکھے گئے خطوط کو تین (۳) جلدوں میں مرتب کر کے جمع کیا ہے، اور پھر مزید دو جلدوں میں "خطوطِ مشاہیر بنام امامِ احمد رضا" جمع کیا۔ خود ان کے الفاظ میں "اس میں تقریباً ساڑھے چھ سو (۶۵۰) خطوط جمع کیئے گئے ہیں، یہ ایک علمی اور ادبی جہان ہے، جہاں امام احمد رضا اپنا علمی دربار سجائے بیٹھے ہیں اور ساری دنیا کے کجکلاہانِ علم ان سے اپنی (علمی) تشنگی بجھا رہے ہیں" (مکتوب بنام قبلہ پروفیسر ڈاکٹر مسعود احمد صاحب، مورخہ ۱۶/اگست ۲۰۰۳ء)

یہی نہیں حیرت انگیز بات یہ ہے کہ موصوف نے ان کے علاوہ مزید ۱۶/کتب مرتب و تصنیف کی ہیں، جن میں سے اکثر کی ضخامت تین سو (۳۰۰) صفحات سے زیادہ اور بعض کی پانچ پانچ سو (۵۰۰) صفحات سے بھی زیادہ ہے۔ ان تمام ۱۹/کتب کے مجموعی صفحات تقریباً چھ ہزار (۶۰۰۰) ہیں۔ وہ فرماتے ہیں کہ "میری پانچ سالہ محنت و لگن،

ہندو پاک کا سفر تلاش وجستجو مطالعہ وتجربہ اور ذاتی اخراجات کا یہ نچوڑ ہے'' (مکتوب مذکور محررہ ۱۶/اگست ۲۰۰۳ء)

بلاشبہ علامہ غلام جابر مصباحی صاحب نے بڑی محنت وجستجو کے بعد رضویات پر بڑے بنیادی مآ خذ مستقبل کے محقق کے لئے مہیّا کر دیئے ہیں، ہم خواجہ تاشانِ رضویت انکی اس عظیم علمی کاوش کے لئے ان کے ممنون ہیں اور انہیں اور تمام دیگر مذکورہ حضراتِ گرامی کو جن کا ذکر اوپر گزرا تہہ دل سے مبارکباد پیش کرتے ہیں اور دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان حضرات کی مخلصانہ علمی کاوشوں کو شرف قبول عطا فرمائے، اس کی بہترین جزا انہیں عطا فرمائے اور غیب سے ان کو وسائل عطا فرمائے کہ ان کی نادر تحقیقات جلد زیورطباعت سے آراستہ ہوسکیں۔ (آمین بجاہِ سید المرسلین ﷺ)

۴.........اسی طرح بنگلہ دیش سے بھی ''رضویات'' پر تحقیقی اور تصنیفی کام کے حوالے سے خوش آئند خبریں موصول ہو رہی ہیں، جن کا سہرا اعلیٰ حضرت فاؤنڈیشن اور رضا اسلامک اکیڈیمی (چٹاگانگ) کے سرپرستان اور بعض دیگر اداروں اور اہل قلم حضرات کو جاتا ہے۔ اس کی خبریں وقتاً فوقتاً معارف رضا میں شائع ہوتی رہی ہیں اور اس شمارے میں بھی شامل ہیں۔

۵.........نیز امام احمد رضا کے حوالے سے گذشتہ ۲۵/برسوں میں اب تک ۱۳/پی. ایچ. ڈی مکمل ہو چکی ہیں اور تقریباً ۸/زیر تکمیل ہیں۔ کسی ایک شخصیت پر اتنی بڑی تعداد میں جامعات کی سطح پر تحقیقی کام نہیں ہوا۔

۶.........علاوہ ازیں سن ۲۰۰۳ء کو فتاویٰ رضویہ کی جدید اشاعت کی تکمیل کا سال بھی قرار دیا جاسکتا ہے۔ رضا فاؤنڈیشن لاہور نے علامہ مفتی عبدالقیوم ہزاروی علیہ الرحمہ کی زیر سرپرستی محققین علماء کی ایک ٹیم کے ساتھ الحمدللہ ان کی حیات میں فتاویٰ رضویہ کی ۲۵/جلدیں مکمل کرلیں، اب ۲۶/ویں اور ۲۷/جلدوں پر کام جاری ہے اور اگر ہماری تجویز کو پذیرائی ملی تو إن شاءاللہ ۳۰/جلدیں مکمل ہو جائیں گی۔

مذکورہ واقعات کی بناء پر اگر یہ کہا جائے کہ عیسوی تقویم اور ہجری تقویم دونوں کے اعتبار سے ۲۰۰۳ عیسوی کا سال اور ۱۴۲۴ہجری کا سال فروغِ رضویات کا سال ہے تو قطعاً بے جا نہ ہوگا ۔

جو کچھ ہے اس صدی میں وہ تنہا رضا کا ہے ۔ اگلوں نے تو لکھا ہے بہت کچھ علمِ دین پر

آخر میں قارئین کرام سے گزارش ہے کہ ہمارے یہ اہل علم وقلم، محقق اور اسکالر حضرات ہماری طرف سے فرض کفایہ ادا کر رہے ہیں جو ہماری آئندہ نسلوں کی مسلکی تربیت و رہنمائی کیلئے بہت اہم ہے۔ یہ صرف ہماری زبانی تحسین کے ہی مستحق نہیں ہیں بلکہ اس امر کی اشد ضرورت ہے کہ اہلسنّت کا ہر فرد ان کی نگارشات کو زیورِطباعت سے آراستہ کرنے، اس کی نشر واشاعت کرنے اور طباعت شدہ کو خرید کر خود پڑھنے اور مطالعہ کیلئے دوسروں تک (ملک اور بیرون ملک) ابلاغ کرنے میں اپنے وسائل حتی المقدور صرف کرے۔ یاد رکھیئے کہ قرطاس وقلم کا فروغ قوموں کی زندگی کی علامت ہے، آج کل میڈیا کی جنگ ہے ہم تصنیف وتالیف اور جامعات کی سطح تک جتنی زیادہ تحقیق و تدقیق کی کاوشیں کریں گے اور نشر واشاعت کو فروغ دینے اور اہل علم اور محقق حضرات کو جتنی زیادہ پذیرائی اور ان کے ساتھ علمی قلمی اور مالی تعاون کرنے میں کامیاب ہوں گے'' اسی قدر ہمارے مسلک وموقف کو سمجھنے کا دوسروں کو موقع ملے گا اور بدخواہوں اور گمراہوں کو پسپائی پر مجبور ہونا پڑے گا۔ ہمارے پاس علم حقیقی ونورانی کی وراثت اور عشقِ رسول ﷺ کی دولت ہے، یہی ہمارا سب سے بڑا سرمایہ اور یہی ہمارا سب سے بڑا ہتھیار ہے۔ ہمیں زمانے میں جینا ہے تو ہمیں ان سے لیس ہونا ہوگا اور ان کے اہل کی قدر کرنے ہوگی۔

اگر ہم اہلسنّت اور ہمارے اہلِ علم وقلم حضرات اس پروگرام پر جذبۂ جہاد اور اخلاص فی اللہ کے ساتھ کاربند ہو جائیں تو ایک دہائی کے اندر اندر ان شاءاللہ العزیز عالم اسلام میں ہمارے چرچے ہونا شروع ہو جائیں گے اور اس طرح اسلام کی نشاۃ ثانیہ کا عمل پوری رفتار سے شروع ہو جائے گا۔ اس کے لئے ہمیں ''مجلس عمل'' کی بیساکھی کی ضرورت نہیں بلکہ باعمل ہونے کی ضرورت ہے ''مجلس عمل'' تو ہمیں مسلکی طور پر بے عمل کرنے کیلئے روبہ عمل لائی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں عمل کی توفیق عطا فرمائے آمین بجاہ مرسلین ﷺ۔

من آنچہ شرطِ بلاغ است باتو مے گویم ۔ تو خواہ از سخن پند گیر خواہ ملال

معارف قرآن
تفسیر رضوی

عالم الغیب صرف اللہ تعالیٰ کو کہا جائے گا

مفسر قرآن شیخ الاسلام امام احمد رضا علیہ الرحمہ

هُوَ اللّٰهُ الَّذِیْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ عٰلِمُ الْغَیْبِ وَالشَّهَادَةِ ۚ هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ ۝

(الحشر ۵۹:۲۲)

''وہی اللہ ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں ہر نہاں وعیاں کا جاننے والا۔ وہی ہے بڑا مہربان نہایت رحم والا''

علم غیب عطا ہونا اور لفظ عالم الغیب کا اطلاق اور بعض اجلہ اکابر کے کلام میں اگر چہ بندۂ مومن کی نسبت صریح لفظ یعلم الغیب وارد ہے کمافی مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح للملا علی القاری بلکہ خود حدیثِ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما میں سیدنا خضر علیہ الصلاۃ والسلام کی نسبت ارشاد ہے:

کان یعلم علم الغیب

مگر ہماری تحقیق میں لفظ عالم الغیب کا اطلاق حضرت عزّت عزّ جلالہ کے ساتھ خاص ہے کہ اس سے عرفاً علم بالذات متبادر ہے، کشاف میں ہے المراد به الخفی الذی لا ینفذ فیه ابتداء لاعلم اللطیف الخبیر والایجوز ان یطلق فیقال فلان یعلم الغیب اور اس سے انکار معنی لازم نہیں آتا۔ حضور اقدس ﷺ قطعاً بے شمار غیوب و ما کان و ما یکون کے عالم ہیں مگر عالم الغیب صرف اللہ عزوجل کو کہا جائے گا جس طرح حضور اقدس ﷺ قطعاً عزت وجلالت والے ہیں تمام عالم میں ان کی برابر کوئی عزیز و جلیل نہ ہے نہ ہو سکتا ہے۔ مگر محمد عزّ وجَل کہنا جائز نہیں بلکہ اللہ عزّ وجل محمد ﷺ۔ غرض صدق وصورت معنی کو جوازِ اطلاقِ لفظ لازم نہیں نہ منعِ اطلاق لفظ کو نفی صحت معنی۔ امام ابن المنیر اسکندری کتاب الانتصاف میں فرماتے ہیں:

کم من معتقد لایطلق القول به خشیة ایهام غیره ممالایجوز اعتقاده فلاربط بین الاعتقاد والاطلاق

یہ سب اس صورت میں ہے کہ مقید بقید اطلاق اطلاق کیا جائے یا بلا قید علی الاطلاق مثلاً عالم الغیب یا عالم الغیب علی الاطلاق اور اگر ایسا نہ ہو بلکہ بالواسطہ یا بالعطا کی تصریح کر دی جائے تو وہ محذور نہیں کہ ایہام زائل اور مراد حاصل۔

علامہ سید شریف قدس سرہ حواشی کشاف میں فرماتے ہیں:

وانما لم یجز الاطلاق فی غیره تعالیٰ لانه یتبادر منه تعلق علم به ابتداء فیکون مناقضا واما اذا قید و قیل اعلمه الله تعالیٰ الغیب او اطلعه علیه فلامحذور فیه

(اگر زید یہ کہے کہ حضور اکرم ﷺ کے لئے ما کان و ما یکون کا علم اللہ

(ماخوذ فتاویٰ رضویہ، ج ۹، ص ۸۱ تا ۸۲)

تبارک وتعالیٰ کی عطا سے بھی ماننا غلط ہے تو) زید کا قول کذب صریح وجہل قبیح ہے کہ کذب تو ظاہر کہ بے ممانعت شرعی اپنی طرف سے عدم جواز کا حکم لگا کر شریعت و شارع علیہ الصلاۃ والسلام اور رب العزۃ جل وعلا پر افترا کر رہا ہے:

قَالَ اللّٰهُ تَعَالیٰ: وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَاتَصِفُ اَلْسِنَتُکُمُ الْکَذِبَ هٰذَا حَلَالٌ وَّهٰذا حَرَامٌ لِتَفْتَرُوْا عَلَی اللّٰهِ الْکَذِبَ ط اِنَّ الَّذِیْنَ یَفْتَرُوْنَ عَلَی اللّٰهِ الْکَذِبَ لَایُفْلِحُونَ o مَتَاعٌ قَلِیْلٌ وَّلَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ o

اور جہل واضح یہ کہ علام الغیب صفت مختصہ باری تعالیٰ ہونے پر بالواسطہ و بالعطا کہنے کے عدم ۔۔ کو متفرع کر رہا ہے شاید اس کے نزدیک علم غیب بالواسطہ و بالعطا خاصہ باری تعالیٰ ہے یعنی دوسرے کے دیئے سے علم غیب خاص اللہ تعالیٰ کو ہوتا ہے اس کے غیر کو علم غیب بالذات بلاواسطہ ہے ایسا ہے تو اس سے بڑھکر اور کفر اشد کیا ہے۔

گنگوہی صاحب نے نبی ﷺ کو علم غیب بالذات بے عطائے الٰہی ملنے کے اعتقاد کو کفر نہ مانا تھا صرف اندیشہ کفر کہا تھا ان کے فتاویٰ حصہ اول ص ۸۳ر میں ہے جو یہ عقیدہ کہ خود بخود آپ کو علم تھا بدون اطلاع حق تعالیٰ کے تو اندیشہ کفر کا ہے لہٰذا امام نہ بنانا چاہیے اگر چہ کافر کہنے سے بھی زبان کو روکے۔ حالانکہ گنگوہی صاحب کا یہ قول خود ہی صریح کفر ہے بلاشبہ جو غیر خدا کو بے عطائے الٰہی خود بخود عالم مانے قطعاً کافر ہے اور جو اوس کے کفر میں تردد کرے وہ بھی کافر اسمٰعیل دہلوی صاحب نے دوسری شق لی تھی کہ اللہ عزوجل کے علم غیب کو حادث واختیاری مانا۔

تقویت الایمان، ص ۲۴ر میں ہے غیب کا دریافت کرنا اپنے اختیار میں ہو کہ جب چاہے معلوم کر لیجئے یہ اللہ صاحب کی ہی شان ہے۔ یہ بھی صریح کلمۂ کفر ہے مگر دونوں شقیں جمع کرنا کہ اللہ کا علم عطائی اور دوسرے کا ذاتی یہ اسی نتیجۂ قولِ زید کا خاص ہے۔ دو واقعے کہ زید نے پیش کیئے اگر چہ ان پر ابحاث اور بھی ہیں مگر کہ ''انباء المصطفٰی'' میں صاف نہ کہہ دیا گیا تھا کہ:

''بحمداللہ تعالیٰ نص قطعی سے روشن ہوا کہ ہمارے حضور ﷺ کو اللہ عزوجل نے تمام موجودات جملہ ماکان و ما یکون کا علم دیا اور جب یہ علم قرآن عظیم کے تبیاناً لکل شئی ہونے نے دیا اور پُر ظاہر کہ یہ وصف تمام کلام مجید کا ہے نہ ہر آیت یا سورت کا تو نزول جمیع قرآن عظیم سے پہلے اگر بعض کی نسبت ارشاد ہو لم نقصص علیک ہرگز احاطہ علم مصطفوی کا نافی نہیں مخالفین جو کچھ پیش کرتے ہیں سب انہیں اقسام کے ہیں۔ ہاں ہاں تمام نجدیہ، دہلوی، گنگوہی، جنگلی کوہی سب کو دعوتِ عام ہے سب اکٹھے ہو کر ایک آیت یا ایک حدیث متواتر یقینی الافادۃ لائیں جس سے صریح ثابت ہو کہ تمام نزولِ قرآن کے بعد بھی ماکان و ما یکون سے فلاں امر حضور پر مخفی رہا اگر ایسا نص نہ لاسکو اور ہم کہے دیتے ہیں کہ ہرگز نہ لاسکو گے تو جان لو کہ اللہ راہ نہیں دیتا دغا بازوں کے مکر کو'' اھ ملخص

اس کے بعد بھی ایسے وقائع پیش کرنا کیسی شدید بیحیائی ہے بلاشبہ عمرو کا قول صحیح یہ ہے کہ جمیع ماکان و ما یکون جملہ مندرجات لوحِ محفوظ کا علم محیط حضور اقدس ﷺ کے علمِ کریم کے سمندروں سے ایک لہر ہے جیسا کہ علامہ علی قاری کی زبدہ شرح بردہ میں مصرح ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

معارف حدیث
من افاضات امام احمد رضا

حقیقی مولیٰ اللہ تعالیٰ ھے

مرتبہ: علامہ محمد حنیف خان رضوی*

۱۶ - عن ابی سعید الخدری رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ قال: قال رسول اللّٰہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: لَایَقُولُ الْعَبدُ لِسَیّدِہٖ مَولَا ئی فاِنّ مَولَا کُمُ اللّٰہُ.

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا! غلام اپنے آقا کو 'مولائی' نہ کہے کہ حقیقی مولیٰ اللہ تعالیٰ ہے۔

حقیقی بادشاہ اللہ تعالیٰ ہے

۱۷ - عن أبی ہریرۃ رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ قال: قال رسول اللّٰہ ﷺ: لَامَلِکَ إلّا اللّٰہُ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: حقیقی بادشاہ اللہ تعالیٰ ہے۔

(۱۲) حقیقی سید اللہ تعالیٰ ہے

۱۸ - عن عبداللّٰہ بن الشخیر العامری رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ قال: جاء إلی النبی ﷺ وفد بنی عامر فقالوا: أنتَ سیدُنا، فقال: السّیدُ اللّٰہ.

حضرت عبداللہ بن شخیر عامری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ وفد بنی عامر نے حاضر ہوکر حضور اقدس ﷺ سے عرض کی حضور ہمارے سردار ہیں۔ فرمایا: سید تو خدائے تعالیٰ ہی ہے۔

(۱۳) حقیقی فیصلہ فرمانے والا اللہ تعالیٰ ہے

۱۹ - عن أبی شریح الھانی رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ قال: قال رسول اللّٰہ ﷺ: إن اللّٰہ ھُو الْحَکَمُ فَلِمَ تُکَنّیٰ بِأبِی الْحَکَمِ؟

حضرت ابوشریح ہانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ ہی حکم ہے (اور حکم کا اختیار اسی کو ہے) تو تیری کنیت ابوالحکم کیوں ہے؟

(۱۴) اللہ تعالیٰ حکیم وعلیم ہے

۲۰ - عن أبی سعید الخدری رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ قال: قال رسول اللّٰہ ﷺ: لَا تُسَمُّوا أبْنَاءَ کُم حَکِیْمٌ وَلاأبَالْحکم، فَإنَّ اللّٰہَ ھُوَ الْحَکِیْمُ الْعَلِیْمُ.

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ

*(پرنسپل جامع نوریہ رضویہ، بریلی شریف)

(ماخوذ از: جامع الاحادیث للشیخ امام احمد رضا علیہ الرحمہ)

ﷺ نے ارشاد فرمایا: اپنے بیٹوں کا نام حکیم یا ابو الحکم نہ رکھو کہ اللہ تعالیٰ ہی حکیم وعلیم ہے۔

(۱۵) اللہ ملک الملوک ہے

۲۱- عن أبی هريرة رضی الله تعالیٰ عنه قال: إن النبی ﷺ سمع رجلا يقول : شاهان شاه ، فقال رسول الله ﷺ : أللّٰه مَلِکُ المُلوکِ .

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے سنا کہ ایک شخص نے دوسرے شخص کو پکارا: اے شاہانِ شاہ! نبی کریم ﷺ نے سن کر فرمایا: شاہانِ شاہ اللہ ہے۔

﴿۴﴾ امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ فرماتے ہیں:

ظاہر کہ اصل منشاءِ منع اس لفظ کا استغراقِ حقیقی پر حمل ہے۔ یعنی موصوف کا استثناء تو عقلی ہے کہ خود اپنے نفس پر بادشاہ ہونا معقول نہیں۔ اس کے سوا جمیع ملوک پر سلطنت اور یہ معنی قطعاً مختص بحضرت عزت جل جلالہ ہیں اور اسی معنی کے ارادے سے اگر غیر پر اطلاق ہو تو صراحۃ کفر ہے کہ استغراقِ حقیقی میں رب عزوجل بھی داخل ہوگا۔ یعنی معاذ اللہ موصوف کو اس پر بھی سلطنت ہے۔ یہ ہر کفر سے بدتر کفر ہے۔ مگر حاشا نہ، ہرگز کوئی مسلمان اس کا ارادہ کر سکتا ہے۔ نہ زنہار کلام مسلم میں یہ لفظ سن کر کسی کا اس طرف ذہن جا سکتا ہے۔ بلکہ قطعاً قطعاً عہد یا استغراقِ عرفی ہے مراد اور وہی مفہوم و مستفاد ہوتا ہے کہ قائل کا اسلام ہی اس ارادہ پر قرینۂ قاطعہ ہے۔ جیسا کہ علماء نے موحد کے "أنبت الربیع البقل"، موسم ربیع نے سبزہ اگایا۔ کہنے میں تصریح فرمائی۔ (جاری ہے)

☆☆☆

حوالہ جات

(۱۶) الصحيح لمسلم ، باب الالفاظ، ۲۳۸/۲
☆ اتحاف السادة المتقين للزبيدى، ۵۷۷/۷
(۱۷) الصحيح لمسلم ، كتاب الادب ، ۲۰۸/۲
☆ الادب المفرد للبخارى ، ۲۱۱
(۱۸) السنن لابى داؤد، باب فى كراهية المتاج، ۶۶۲/۲
☆ المسند لاحمد بن حنبل ، ۵،۲۴/۴
اتحاف السادة للزبيدى، ۵۷۶/۷
☆ فتح البارى للعسقلانى ، ۱۷۰/۵
الطبقات الكبرى لابن سعد، ۵۷۶ ۲/۲۱
☆ الكامل لابن عدى ، ۵۹۳/۲
دلائل النبوة للبيهقى، ۳۱۸/۵
☆ السلسلة الصحيحة للالبانى ۵۹۳/۲
عمل اليوم و الليلة لابن السنى، ۳۱
☆ الاسماء و الصفات للبيهقى، ۲۲
كشف الخلفاء للجعلونى، ۵۶۱/۱
☆ مشكوة المصابيح، ۴۹۰۱
(۱۹) السنن لابى داؤد ، الادب باب فى تغير الخ ۶۷۷/۲
☆ السنن للنسائى ،
السنن الكبرى للبيهقى، ۱۴۵/۱
☆ كتاب الاسماء و الصفات للبيهقى، ۸۰
المستدرك للحاكم ، كتاب الايمان، ۲۴/۱
☆ الاذكار النوويه ۲۵۹
كنز العمال لعلى للمتقى، ۱۳۱۸، ۲۶۳/۱
☆ موارد الظمئان للهيثمى، ۱۹۳۷
جمع الجوامع للسيوطى ، ۵۰۶۸
☆ الادب المفرد للبخارى ، ۸۱۱
مشكوة المصابيح، ۴۷۶۶
☆ الكنى و الاسماء للدو لابى، ۷۴/۱
(۲۰) مجمع الزائد للهيثمى، ۱۰۵/۸
☆ عمدة القارى للعينى
(۲۱) كنز العمال لعلى المتقى ، ۵۹۶/۱۶
☆ ابن البخار،

تجلیات سیرت صلی اللہ علیہ وسلم

محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم بحیثیت مُصلح مُعاشرت

حضرت مولانا شبنم کمالی*

مُعاشرت (میم کے پیش کے ساتھ) عربی زبان کا ایک لفظ ہے جس کے معنیٰ ہیں "باہم مل جل کر رہنا، ایک دوسرے کے ساتھ رہنا" اسی سے عشیرہ ماخوذ ہے جس کا معنیٰ قبیلہ اور خاندان ہے اور معاشرہ بھی جو جماعت کے معنیٰ میں ہے اس کی جمع معاشر ہے۔ معاشرت کی ت وقف کی حالت میں ہ سے بدل کر معاشرہ بن جاتی ہے۔

ایک آدمی اپنی زندگی کے ایام جس جگہ اور جن لوگوں کے درمیان گزارتا ہے وہی اس کا ماحول یا معاشرہ کہلاتا ہے۔ معاشرہ کے درجہ وار چند مراتب ہیں:

۱...... گھر کی چہار دیواری اور اس میں رہنے والے لوگ اس کا دائرہ اپنے خاندان تک محدود رہتا ہے۔

۲...... گھر کے قریب بسنے والے محلّہ کے پڑوسی لوگ اس کا حلقہ ایک محلّہ یا موضع تک پہنچتا ہے۔

۳...... اس شہر کے تمام لوگ جس پر اس کا محلّہ اور گھر واقع ہے اس کی وسعت شہر میں ہمیشہ آنے جانے والے اور تعلقات باہمی رکھنے والے حلقوں تک پہنچتی ہے۔

۴...... وہ ملک جس میں اس کا شہر واقع ہے اس دائرہ میں وہ ممالک بھی آجاتے ہیں جن کی سرحدیں اس سے ملی ہوئی ہوتی ہیں اگرچہ دوسرے ممالک ضمنی طور پر اس احاطہ میں آتے ہیں۔

اس امر میں کسی شک و شبہ کی گنجائش نہیں کہ ایک مصلحِ معاشرت کا انفرادی یا ذاتی تعلق پہلے اس ماحول سے ہوتا ہے، جہاں اس کی آمد و رفت کا سلسلہ ہو۔ جہاں کے لوگوں سے اس کے ملنے جلنے کے مواقع بار بار حاصل ہوتے ہوں۔ اور جہاں کسی بھی واسطہ کے بغیر اس کی صحبت کا اثر پہنچ سکتا ہو۔ اس کے بعد ہی اس کے فیضِ عام سے رفتہ رفتہ سارا عالم فیض یاب ہوتا ہے۔ اس اعتبار سے ایک مصلح کا کردار جاننے کی خاطر پہلے گھر پھر محلّہ، پھر شہر اور اس کے بعد ملک کی معاشرت پر نگاہ ڈالنا، نہایت مناسب اور موزوں ہوگا۔

اس بات سے آپ یقیناً اچھی طرح واقف ہوں گے کہ جب کوئی مریض علاج کی خاطر طبیبِ حاذق کے سامنے آتا ہے تو ماہرِ فن معالج پہلے بیماری کے اسباب کو جانتا ہے۔ اس کے لئے خون، بول و براز کی جانچ سے ایکسرے تک کی نوبت بھی پہنچتی ہے۔ ایک معالج اپنے طور پر مکمل اطمینان کے بعد ان اسبابِ فاسدہ کا پہلے تدارک کرتا ہے جنکی وجہ سے طبیعت اور مزاج میں تباہی و بربادی یا خرابی واقع ہوتی ہے۔ علاج کے ذریعہ اس کے دفاع کے بعد وہ ایسی

*(دار العلوم فدائیہ خانقاہ سمرقندیہ رحم گنج دربھنگہ، بہار)

دوائیں اور پرہیز بتاتا ہے جن کے استعمال سے قوت و توانائی، حسن و جمال اور مکمل صحت حاصل ہو جائے۔ پھر وہ بیماری اس کے قریب نہ آ سکے۔ بس یہی مثال معاشرہ اور مصلح کی ہے۔ پورا معاشرہ ایک جسم ہے اور مصلح اس کا معالج ہے۔

آدم علیہ السلام کی اولاد ہونے کی حیثیت سے تمام انسان اجمالی طور پر ایک اصل کی مختلف شاخیں دکھائی دیتے ہیں، جبھی تو حضرت شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مشہور کتاب گلستاں میں فرمایا ہے۔

بنی آدم اعضائے یکدیگر اند
کہ در آفرینش زیک جوہر اند

آدم علیہ السلام کی اولاد ایک دوسرے کے اعضاء ہیں۔ کیونکہ پیدائش میں سب ایک ہی جوہر (آدم) سے ہیں۔

چوں عضوئے بہ درد آورد روزگار
دگر عضوہا را نماند قرار

جب زمانہ جسم کے کسی ایک عضو میں درد پیدا کرتا ہے تو دوسرے اعضا کو بھی قرار نہیں رہتا ہے۔

تو کز محنت دیگراں بے غمی
نہ شاید کہ نامت نہند آدمی

تو جب دوسروں کو تکلیف سے بے پروا ہے تو مناسب نہیں ہے کہ لوگ تیرا نام آدمی رکھیں۔

سرکار دو عالم ﷺ کے فرمان مقدس سے تمام مومنوں کے مجموعی طور پر جسم واحد کی طرح ہونے کا ثبوت ملتا ہے۔ حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ راوی ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''تمام مومن لوگ (اجتماعی حیثیت سے) ایک آدمی کی طرح ہیں اگر کسی آدمی کی ایک آنکھ میں شکایت ہوتی ہے تو تمام اعضاء کو ہوتی ہے اور اگر اس کے سر کو تکلیف ہوتی ہے تو مکمل اعضاء کو تکلیف پہنچتی ہے''۔

(مسلم)

اگرچہ اس حدیث میں عام انسانوں سے قطع نظر فرماتے ہوئے مومنوں کی تخصیص کی گئی ہے لیکن اس سے عمومیت کی نفی نہیں ہوتی۔ اس لئے کہ بہت سی حدیثیں ایسی ہیں جن سے مخلوقِ خدا کے ساتھ شفقت، اخلاق اور ہمدردی کی تعلیم ملتی ہے۔ فرمان نبوی ہے **الخلق عیال اللہ**۔ تمام خلق گویا اللہ کا بنایا ہوا کنبہ ہے۔

اصلاح معاشرہ کا ایک اہم پہلو:

جب بھی کوئی مصلح معاشرہ کی اصلاح کرنا چاہتا ہے تو پہلے اس کی خرابیوں اور برائیوں پر پوری توجہ کرتے ہوئے انہیں دور کرنے کی کوشش کرتا ہے اس کے بعد ہی تحسینِ ماحول اور تزئین معاشرہ کی تدبیریں اختیار کرتا ہے۔ یہی وہ ضابطۂ کلیّہ ہے جو ایک گھر کی آرائش سے ملک کی آراستگی تک بہ روئے کار لایا جاتا ہے۔

ہمارے حضور آقائے کائنات ﷺ روحِ مسیحا اور جان طبیب ہیں۔ اس لئے آپ نے پہلے معاشرہ کی ان بیماریوں، گندگیوں اور خرابیوں کو دور کرنے کی طرف توجہ فرمائی، جو اس کی تباہی اور فساد کا باعث تھیں۔ اس کے بعد ہی معاشرہ کی زیب و زینت، آرائش و زیبائش اور حسن و جمال کا مکمل اہتمام کیا۔

جہالت و گمراہی، کفر و شرک، ظلم و زیادتی، غارت گری و رہ زنی، فخر و تعصب، تکبّر غرور، شراب خوری، زنا کاری، جوئے بازی، سود خوری، جادوگری، کذب و افتراء وغیرہ معاشرہ کو تباہ کرنے والی بیماریاں ہیں اور یہ کل کی کل مجموعی طور پر اہل عرب خصوصاً اہل مکہ میں

موجود تھیں۔ ہادی عالم، مصلح اعظم ﷺ نے ایمان وایقان کی روشنی اور جنت و دوزخ کا صحیح تصور بخش کر ان تمام برائیوں کی نشاندہی فرمائی۔ انجام کے طور پر یہ عادات قدیمہ اہل ایمان کو گناہ عظیم نظر آنے لگیں اور اہلِ اسلام ان سے دور ہوتے گئے۔ تزکیۂ نفوس اور اصلاحِ معاشرہ کے ان نسخہ ہائے عظیمہ پر آیئے۔ ہم ایک نگاہ ڈالتے چلیں۔ اس سے جانِ مسیحا اور طبیبِ کامل کے مدافعانہ اصلاحی پہلو سامنے آجائیں گے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا!

''سات ہلاک کرنے والی چیزوں سے بچوں، لوگوں نے کہا یارسول اللہ وہ کیا ہیں؟ حضور نے فرمایا! اللہ کے ساتھ شرک کرنا، جادو کرنا، کسی بھی جان کو جسے اللہ نے حرام کیا ناحق قتل کرنا، سود کھانا، یتیموں کا مال (ظلم کے طور پر) کھانا، جہاد کے دن لڑائی سے پیٹھ پھیرنا اور ایک مومنِ غافل کا عورت پر زنا کی تہمت لگانا''

(بخاری و مسلم)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! صلۂ رحمی کو منقطع کرنے والا، جواری، احسان جتانے والا اور شراب پینے والا جنت میں نہیں داخل ہوگا۔ (مشکوٰۃ)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے بیشک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس شے کی زیادہ مقدار نشہ پیدا کرے۔ اس کی قلیل مقدار بھی حرام ہے۔ (ترمذی)

اس حدیث میں چار مفسدات کا تذکرہ فرمایا گیا ہے:

(۱) جواری خود اپنی زندگی اور سرمایہ کی بربادی کا سبب ہے۔

(۲) صلہ رحمی کو منقطع کرنے والا یعنی قریبی رشتہ داروں سے اخلاقی اور سماجی فرائض کو ختم کرنے والا۔

(۳) کسی بھلائی پر بار بار احسان جتانے والے، لوگوں کے دلوں میں نفرت کے بیج بوتا ہے اور دلوں کی نزدیکی کے بدلے جسمانی طور پر بھی دور ہوتا جاتا ہے۔

(۴) رہی بات شراب کی تو وہ اُمّ الخبائث (تمام برائیوں کی بنیاد) ہے۔ اس کا نشہ حلال و حرام کی تمیز سے محروم کردیتا ہے اور یہ حرام چیز دولت وصحت سے بھی دور کردیتی ہے۔ پھر معاشرہ کو تباہی کی آخری منزل تک پہنچا دیتی ہے اس لئے حضور نے ان چیزوں سے دور رہنے کی تاکید شدید فرمائی اور ان کے مجرموں کو جنت سے محرومی کی خبر دی۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! مسلمانوں میں سب سے بہترین گھر وہ ہے جس میں اگر کوئی یتیم ہو تو اس سے اچھا سلوک کیا جائے اور مسلمانوں میں سب سے برا گھر وہ ہے جس میں اگر کوئی یتیم ہو تو اس سے بُرا سلوک کیا جائے۔ (ابن ماجہ)

وہ نابالغ لڑکا یا لڑکی جس کا باپ مرچکا ہو، یتیم کہلاتا ہے، یتیموں کے ساتھ ظلم اور زیادتی کی داستانیں، عرب کے معاشرہ میں عام تھیں۔ رحمت عالم ﷺ نے اس ظلم کے خلاف زوردار تحریک چلائی، یتیموں کے ساتھ حسنِ سلوک کرنے والوں کو بار بار جنت اور رحمت کا مژدہ دیا اور ظلم کرنے والوں کو جہنم میں داخل ہونے کی نشان دہی کی اور عذابِ جہنم کا مستحق قرار دیا۔ اس طرح تاکیدِ شدید کے بعد معاشرہ میں انقلاب آگیا۔ پھر یتیموں پر شفقت و محبت کی اس قدر بارش ہوئی کہ انہیں اپنی یتیمی کا احساس جاتا رہا۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ راوی ہیں رسول اللہ

ﷺ نے فرمایا! لڑکیوں کو زندہ دفن کرنے والی اور جس کے لئے زندہ دفن کیا جائے وہ دوزخ میں جائے گی۔ (ابوداؤد، ترمذی)

عربوں کے جاہلانہ دستور کے مطابق بیٹیوں کو زندہ دفن کرنے کی ذمہ داری ان کی ماؤں پر ہوتی تھی جو یا تو خود اپنے ہاتھوں سے یا کسی دوسری عورت (دائی) کے ذریعہ اسے انجام دیتی ان دونوں کے متعلق سرکار دو عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ دونوں ہی دوزخ میں جائیں گی۔

معاشرہ کی اس عظیم برائی کی اصلاح سرکار دو عالم ﷺ نے فرمائی اور واضح طور پر اس طرح ارشاد کیا:

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ سے فرمایا!

''جس شخص کے پاس (بیٹی یا بہن) مونث اولاد ہو
اور وہ اس کو زندہ دفن نہ کرے اور نہ اس کو ذلیل سمجھے
اور نہ اپنی مذکور اولاد (بیٹا یا بھائی) کو اس پر فوقیت دے
اللہ تعالیٰ اس کو جنت میں داخل کرے گا''۔ (ابوداؤد)

غصہ، فخر، تعصب، جھوٹ، چغلخوری، گالی وغیرہ گھناؤنی چیزوں سے متعلق ارشادات نبوی ملاحظہ ہوں:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں؛ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! پہلوانی میں لوگوں کو زیر کر لینے والا پہلوان طاقت ور اور مضبوط نہیں ہے۔ بیشک پہلوان وہ ہے جو غصہ کے وقت اپنے نفس پر قابو رکھے۔ (بخاری ومسلم)

اس ضمن میں دوسری حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ غصہ کی آگ جہنم کی آگ کا ایک حصہ ہے جب غصہ آئے پانی پی لو اور کھڑے ہو تو بیٹھ جاؤ، بیٹھے ہو تو لیٹ جاؤ۔ غرض ہر طرح غصہ کو دور کرو۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ راوی ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! کہ دوزخ میں وہ شخص داخل نہیں ہوگا جس کے دل میں رائی کے دانہ کے برابر بھی ایمان ہو اور جنت میں وہ داخل نہیں ہوگا جس کے دل میں رائی کے دانہ کے برابر بھی تکبر ہو۔ (مسلم)

حضرت واثلہ بن اسقع سے مروی ہے کہ وہ کہتے ہیں؛ میں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ؛ عصبیّت کیا ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا! عصبیت یہ ہے کہ تو اپنی قوم کی ظلم پر مدد کرے۔ (ابوداؤد)

عیاض بن حماد المجاشعی سے روایت ہے، بیشک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے میری طرف وحی فرمائی کہ تواضع اختیار کرو یہاں تک کہ کوئی کسی پر فخر نہ کرے اور نہ کوئی کسی پر ظلم کرے۔
(مسلم)

اس ضمن میں ایک اور حدیث کا صمیم قلب سے مطالعہ کیجئے۔ میرے خیال میں یہ حدیث تمام تفصیلات کی جامع ہے حدیث کے مفہوم ہی پر اکتفا کرتا ہوں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! ''مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے تمام مسلمان محفوظ رہیں۔ مومن وہ ہے جس کو لوگ اپنے خون اور بالوں کا امین سمجھیں۔ مجاہد وہ ہے جو اللہ کی اطاعت میں اپنے نفس سے جہاد کرے اور مہاجر وہ ہے جو خطاؤں اور گناہوں کو چھوڑ دے۔
(ترمذی، نسائی، بیہقی)

معارف القلوب
گزشتہ سے پیوستہ

اظہار تمنا کے انداز

آداب دعا اور اسباب اجابت

مصنف: رئیس المتکلمین حضرت علامہ نقی علی خان علیہ الرحمۃ الرحمٰن
شارح: امام احمد رضا خان محدث بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان
محشی: مولانا عبدالمصطفیٰ رضا عطاری

ادب ۳۷: راگ اور زمزمے سے احتراز کرے (۷۷) کہ خلافِ ادب ہے۔

ادب ۳۸: اللہ تعالیٰ سے اپنی کل حاجتیں مانگے۔

قولِ رضا: اس کی تحقیق حضرت مصنف قدس سرہ عنقریب افادہ فرمائیں گے۔

ادب ۳۹: بہتر ہے کہ جو دعائیں حدیثوں میں وارد اور اکثر مطالبِ دنیا و آخرت کو جامع ہیں، انہی پر اقتصار کرے کہ نبی ﷺ نے کوئی حاجتِ نیک دوسرے کے مانگنے کو نہ چھوڑی۔

قولِ رضا: مگر کوئی دعائے ماثور معیّن نہ کرے کہ تعیین و ادامت (۷۸) باعثِ زوالِ رقت وقلتِ حضور ہوتی ہے۔

ادب ۴۰: جب اپنے لئے دعا مانگے، تو سب اہلِ اسلام کو اس میں شریک کرلے۔

قولِ رضا: کہ اگر یہ خود قابلِ عطا نہیں، کسی بندے کا طفیلی ہو کر مراد کو پہنچ جائے گا۔

ابوالشیخ اصبہانی نے ثابت بنانی سے روایت کی:

''ہم سے ذکر کیا گیا، جو شخص مسلمان مردوں اور عورتوں کے لئے دعائے خیر کرتا ہے، قیامت کو جب ان کی مجلسوں پر گزرے گا، ایک کہنے والا کہے گا۔ یہ وہ ہے کہ تمہارے لئے دنیا میں دعائے خیر کرتا تھا۔ پس وہ اس کی شفاعت کریں گے اور جنابِ الٰہی میں عرض کرکے بہشت میں لے جائیں گے''۔

یہاں تک کہ حدیث میں ہے:

''جو شخص نماز میں مسلمان مردوں اور عورتوں کے لئے دعا نہ کرے وہ نماز ناقص ہے''

قولِ رضا: یہ بھی ابوالشیخ نے روایت کی اور خود قرآنِ عظیم میں ارشاد ہوتا ہے:

وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْبِکَ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ (۷۹)

''مغفرت مانگ اپنے گناہوں کی اور سب مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں کے لئے''۔

حدیث میں ہے نبی ﷺ نے ایک شخص کو اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ (۸۰) کہتے سنا۔ فرمایا! ''اگر عام کرتا تو تیری دعا مقبول ہوتی'' دوسری حدیث میں ہے ایک نے اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ وَارْحَمْنِیْ (۸۱) کہا۔ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا! اپنی دعا میں تعمیم کر (۸۲)۔ کہ دعائے خاص و عام میں وہ فرق ہے جو زمین و آسمان

(ماخوذ از: اَحْسَنُ الْوِعَاءِ لِاٰدَابِ الدُّعَاءِ مع شرح ذَیْلُ الْمُدَّعَا لِاَحْسَنِ الْوِعَاءِ)

ہیں''۔
صحیح حدیث میں فرماتے ہیں:

''جو سب مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں کے لئے
استغفار کرے۔ اللہ تعالیٰ اس کے لئے ہر مسلمان مرد و
مسلمان عورت کے بدلے نیکی لکھے گا''۔

رواه الطبرانی فی الکبیر عن عبادة بن الصامت رضی الله عنه بسند جید.

فرماتے ہیں ﷺ!

''جو ہر روز مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں کے
لئے ستائیس بار استغفار کرے، ان لوگوں میں ہو جن
کی دعا مقبول ہوتی ہے اور ان کی برکت سے خلق کو
روزی ملتی ہے''۔

رواه ایضاً عن ابی الدرداء رضی الله عنه بسند حسن .

خطیب کی حدیث میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہے،
حضور اقدس ﷺ نے فرمایا:

''اللہ تعالیٰ کو کوئی دعا اس سے زیادہ محبوب نہیں کہ آدمی عرض کرے، اَللّٰھُمَّ ارْحَمْ اُمَّةَ مُحَمَّدٍ رَحْمَةً عَامَّةً الٰہی! امت محمد ﷺ کی عام مغفرت فرما''۔

انس رضی اللہ عنہ کی حدیث میں آیا:

''جو تمام مسلمان مردوں اور عورتوں کے لئے استغفار
کرے، بنی آدم کے جتنے بچے پیدا ہوں سب اس کے
لئے استغفار کریں۔ یہاں تک کہ وفات پائے''۔

رواه ابو الشیخ الاصبهانی

فقیر نے اس بارے میں اس لئے احادیث بکثرت نقل کیں کہ مسلمانوں کو رغبت ہو۔ بعض طبائع دعا میں بخل کرتی ہیں اور نہیں جانتیں کہ خود یہ ان ہی کا نقصان ہے۔ مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں کو دعائے خیر میں ملائکۂ آسمان مشغول ہیں۔ **ویستغفرون لمن فی الارض جعلنا الله من المسلمین وحشر نافیهم بمنه آمین (۸۳)**﴾

ادب ۴۱: ساتھ ہی والدین و مشائخ کے لئے بھی ضرور دعا کرے۔ ماں باپ موجبِ حیاتِ ظاہری ہیں۔

﴿قولِ رضا: اور مشائخ باعثِ حیاتِ باطنی، باپ پدرِ آب وگل ہے اور پیر و استاذ، پدرِ روح و دل۔

ذا ابو الروح لا ابو النطف

جب کہ وہ حق و رشاد کے پیر و استاذ ہوں۔ (۸۴)

ورنہ زہر و قہرِ جاں گسِل
اے بسا ابلیس آدم روئے ہست﴾

حدیث میں ہے:

''جو شخص نماز پڑھے اور اس میں ماں باپ کے لئے
دعا نہ کرے، وہ نماز ناقص ہے اور دعا والدین کے
لئے سنت قدیمہ ہے کہ حضرت نوح عَلٰی نَبِیِّنَا
وَعَلَیْهِ الصَّلٰوۃُ وَالتَّسْلِیْم کے وقت سے جاری۔
اللہ تعالیٰ ان سے حکایت فرمایا ہے رَبِّ اغْفِرْلِیْ
وَلِوَالِدَیَّ (۸۵)''

﴿قولِ رضا: اور حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم سے حکایت فرمائی: رَبَّنَا اغْفِرْلِیْ وَلِوَالِدَیَّ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ یَوْمَ یَقُوْمُ الْحِسَابُ ○ (۸۶) دوسری جگہ ارشاد ہوتا ہے:
رَبِّ ارْحَمْهُمَا کَمَا رَبَّیَانِیْ صَغِیْراً (۸۷)﴾ (جاری ہے)

حوالہ جات

(۷۷) یعنی راگ اور ترنم کے ساتھ دعا نہ کی جائے۔

(۷۸) یعنی احادیث میں وارد دعاؤں میں سے کسی کو ہمیشہ کیلئے معیّن نہ کرلے کہ اس سے رقت اور دل و دماغ کی توجہ میں کمی آجاتی ہے کہ ادھر اُدھر خیالات میں گم رہتے ہیں۔

(۷۹) سورۃ محمد، آیت ۱۹۔

(۸۰) اے اللہ عزوجل! میری مغفرت فرما۔

(۸۱) اے اللہ عزوجل! میری مغفرت فرما اور مجھ پر مہربانی فرما۔

(۸۲) اپنی دعا کو عام کر یعنی صرف اپنے لئے یا صرف کسی مخصوص شخص کیلئے دعا کرنے کے بجائے تمام مسلمانوں کو اپنی دعا میں شامل کر لے۔

(۸۳) اور زمین والوں کیلئے معافی مانگتے ہیں، اللہ عزوجل ہمیں مسلمانوں سے کرے اور اپنے انعام سے انہیں کے ساتھ ہمارا حشر فرمائے۔ (امین بجاہ النبی الامین علیہ وسلم ﷺ)

(۸۴) یعنی وہ پیر و استاذ خود بھی شریعت کی پابند ہوں اور اپنے مریدین و تلامذہ کو بھی شرعی احکام کی بجا آوری کیلئے تاکید کرتے ہوں اور سب سے بڑھ کر یہ کہ صحیح العقیدہ ہوں ورنہ آخرت میں خود بھی پشیمان اور مریدین و تلامذہ کیلئے بھی وبال جان۔

آج کل بے عمل و بدعقیدہ نام نہاد پیروں کا دور دورہ ہو چلا ہے۔ مسلمانوں پر لازم کے ایسوں سے خود بھی بچیں اور اپنے اقرباء کو بھی بچائیں اور کسی کو بھی پرکھنے کیلئے شریعت کے ترازو کو استعمال میں لائیں کہ وہ شرعی احکام پر کس قدر عمل پیرا ہے کہ اصل معیار خرق عادت شعبدے دکھانا نہیں، شرعی احکام کی بجا آوری ہے۔

(۸۵) اے میرے رب! مجھے بخش دے اور میرے ماں باپ کو (سورۃ نوح، آیت ۲۸، ترجمہ کنزالایمان)

(۸۶) اے ہمارے رب! مجھے بخش دے اور میرے ماں باپ کو اور سب مسلمانوں کو جس دن حساب قائم ہوگا۔ (سورۃ ابراہیم، آیت ۴۱، ترجمہ کنزالایمان)

(۸۷) اے میرے رب! تو ان دونوں پر رحم کر جیسا کہ ان دونوں نے مجھے چھٹپن میں پالا۔ (سورۃ بنی اسرائیل، آیت ۲۴، ترجمہ کنزالایمان)

☆☆☆

اسلام اور سائنس

قرآن کریم اور کیمیکل کی دریافت

مولانا کوثر امام قادری*

خدائے قادر و قیوم کے سوا تمام چیزوں کو ''عالم'' کہا گیا ہے، عالم کا معنی ''جاننے کا آلہ'' ہے جیسے مہر لگانے کے آلہ کو ''خاتم'' کہا جاتا ہے، چنانچہ بیضاوی شریف میں ہے:

العالم اسم لما یعلم به کالخاتم

اور اس کے تحت حاشیہ شیخ زادہ میں ہے:

هوا اسم لما یحصل به العلم بشئ

علم اس چیز کو کہتے ہیں جس کے ذریعہ کسی چیز کی جانکاری حاصل کی جائے۔

دنیا کا ذرہ ذرہ عالم ہے اور اپنے صانع و خالق کا پتہ دے رہا ہے، اسی لئے قرآن مقدس نے بار بار ذہن انسانی کو مطالعۂ کائنات کی طرف توجہ دلائی ہے جب حرا کے غار سے شمع رسالت کی کرن پھوٹی اور کوہ صفا کی چوٹی سے توحید کا پیغام نشر ہوا تو ضدی ٹائپ لوگوں نے سنجیدگی کے ساتھ سوچنے کے بجائے تکبر و نخوت، تمکنت وانا کا سہارا لے کر یک لخت اس دعوت کا انکار کیا قرآن نے بار بار انہیں اچھوتے و نرالے پیرایۂ میں سمجھایا مگر انہوں نے اپنی عقل کو تھوڑی بھی حرکت نہ دی اور زمین و آسمان میں پھیلے ہوئے شاہکار صنعت و خلقت کا مشاہدہ کیئے بغیر توحید کے منکر ہوئے تو قرآن نے ان کی حالتوں کو بایں طور واشگاف کیا:

وَلَقَدْ ذَرَأْنَا لِجَهَنَّمَ كَثِيْرًا مِّنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ ۝ۖ لَهُمْ قُلُوْبٌ لَّا يَفْقَهُوْنَ بِهَا ۡ وَلَهُمْ اَعْيُنٌ لَّا يُبْصِرُوْنَ بِهَا ۡ وَلَهُمْ اٰذَانٌ لَّا يَسْمَعُوْنَ بِهَا ؕ اُولٰٓئِكَ كَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ ؕ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْغٰفِلُوْنَ ۝ (سورۃ الاعراف:۱۷۹)

''اور بیشک ہم نے جہنم کیلئے پیدا کیئے بہت جن اور آدمی وہ دل رکھتے ہیں، جن میں سمجھ نہیں، اور وہ آنکھیں جن سے دیکھتے نہیں وہ کان جن سے سنتے نہیں، وہ چوپایوں کی طرح ہیں بلکہ ان سے بڑھ کر گمراہ وہی غفلت میں پڑے ہیں'' (کنز الایمان)

اور جن لوگوں نے کائنات کے ہر ذرے میں خدا کی قدرت کا مشاہدہ کیا اس کے بتائے ہوئے اصول کے مطابق نظام فطرت پر غور کر کے اس کی الوہیت و وحدانیت کو تسلیم کیا ان کے خدا نے اپنے کلام میں انکی سراہا ہے اس انداز میں:

اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّیْلِ وَالنَّهَارِ لَاٰیٰتٍ لِّاُولِی الْاَلْبَابِ ۝ الَّذِیْنَ یَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ قِیَامًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰی جُنُوْبِهِمْ وَیَتَفَكَّرُوْنَ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ج (سورۃ آل عمران)

*(استاد مدرسہ فخر العلوم ہرسوتی بازار، مہراج گنج، یوپی)

''بیشک آسمان اور زمین کی پیدائش اور رات اور دن کی باہم بدلیوں میں نشانیاں ہیں عقلمندوں کے لئے جو اللہ کو یاد کرتے ہیں کھڑے اور بیٹھے اور کروٹ پر لیٹے اور آسمانوں اور زمین کی پیدائش میں غور کرتے ہیں''۔ (کنزالایمان)

جب اللہ کے نیک بندے کائنات میں غور کرتے ہیں تو ان کے ضمیر کی آواز کیا ہوتی ہے اس کی ترجمانی کرتے ہوئے قرآن پکار اٹھتا ہے:

رَبَّنَا مَاخَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلاً ج سُبْحٰنَکَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ o (سورۃ آل عمران)

''اے رب ہمارے تو نے یہ بیکار نہ بنایا پاکی ہے تجھے تو ہمیں دوزخ کی آگ سے بچالے''۔ (کنزالایمان)

اٹھارہ ہزار مخلوقات پر مشتمل یہ دنیا خالق کائنات کی قدرت کا ایک عظیم شاہکار ہے اور اس کے وجود و بقا پر مسلّم دلیل ہے، ہر چیز اس کی مدحت و تعریف میں رطب اللسان ہے۔

قرآن مقدس نے تقریبِ فہم اور مقصدِ رسالت کی وضاحت کے لئے دیگر اشیاء کی طرح نباتات کا بھی حوالہ دیا ہے گو کہ ان کی تفصیل ان کے کیمیاوی اجزاء کی توضیح نہ تو قرآن کا مقصد ہے اور نا ہی یہ چیزیں قرآن کے اسبابِ نزول میں سے ہیں، تاہم پشتِ زمین پر کچھ ایسی چیزیں بھی موجود ہیں جنہیں متعدد مقامات میں قرآن عظیم میں مختلف نوع کے ساتھ عنوانِ سخن بنایا گیا ہے اور بار بار ان کا ذکر، ان کی اہمیت و افادیت نیز ان کے توسط سے پیدا کرنے والے خالق و مالک کی عظمت و کبریائی کے سامنے سرنگوں ہونے کی دعوت بھی دی گئی ہے۔

اس مختصر سے مضمون میں عالم نباتات سے چند اشیاء کا انتخاب کرکے ان سے متعلق سائنسی دریافت، جدید تحقیقات پیش کرنے کا خیال ہے تاکہ مصنوعات کے کمال و خوبیوں کو دیکھ کر صانع و خالق کے علم و حکمت، عظمت و شان، جلالت و کبریائی، بزرگی و برتری کا تصور کیا جاسکے، اور یہی قرآن کا مقصد بھی ہے نیز نئی نسل کو مطالعۂ قرآن و کائنات کے لئے ایک نیا موضوع بھی فراہم کیا جاسکے۔

یوں تو سینکڑوں آیات میں اشجار و اثمار کا تزکرہ ملتا ہے کہیں اجمالی طور پر پھلوں کا ذکر ہے تو کہیں تفصیلی انداز میں، کہیں ان کا نام لے کر ان کی لذت، رنگت، فوائد، پیدائش، نشو و نما، ان کی لکڑی پتے، پھولوں،، پھلوں کا پرزور بیان ہے اگر کوئی علم نباتات کا طالب علم قرآن مقدس کی ان آیتوں کی تلاوت کر لے تو بے ساختہ قرآن مقدس کو علم نباتات کا ایک لاجواب انسائیکلو پیڈیا کہہ اٹھے......اگر چہ حقیقت اس کے سوا ہے۔

قرآن کوئی دنیوی کتاب نہیں اور نا ہی وہ سائنس، جغرافیہ، اور کیمسٹری کی کتاب ہے مگر قرآن چونکہ قیامت تک کے لئے ایک معجزاتی کلام ہے، اس لئے ہر دور کے عقل و خرد کو محو حیرت کر دینے والے علوم کا وہ جامع ہے۔

قرآن نے جن پھلوں اور لکڑیوں کی طرف توجہ دلائی ہے آج کی جدید سائنس نے ان پھلوں اور لکڑیوں میں نہایت قیمتی وٹامن اور دیگر کیمیاوی اجزا کا پتہ لگایا ہے گویا کہ سائنس نے حیاتین اور دیگر اشیاء کو دریافت کرکے ایک طرف انسان کو فائدہ بہم پہنچایا ہے تو دوسری طرف قرآنی تمثیلات، تشبیہات کی حقانیت نیز قرآن کے جامع علوم ہونے کی سند بھی فراہم کی ہے، اگر چہ قرآن کسی کی سند کا محتاج نہیں۔

قرآن میں پھلوں کا ذکر کرتے ہوئے یوں کہا گیا ہے:

وَهُوَالَّذِیْٓ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً ج فَاَخْرَجْنَا بِهٖ نَبَاتَ كُلِّ شَیْءٍ فَاَخْرَجْنَا مِنْهُ

خَضِرًا نُخْرِجُ مِنْهُ حَبًّا مُّتَرَاكِبًا ۚ وَمِنَ النَّخْلِ مِنْ طَلْعِهَا قِنْوَانٌ دَانِيَةٌ وَّ جَنّٰتٍ مِّنْ اَعْنَابٍ وَّالزَّيْتُوْنَ وَالرُّمَّانَ مُشْتَبِهًا وَّغَيْرَ مُتَشَابِهٍ ؕ اُنْظُرُوْٓا اِلٰى ثَمَرِهٖٓ اِذَآ اَثْمَرَ وَيَنْعِهٖ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكُمْ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ۝۹۹ (سورۃ الانعام)

''اور وہی ہے جس نے آسمان سے پانی اتارا تو ہم نے اس سے ہر اگنے والی چیز نکالی تو ہم نے اس سے نکالی سبزی جس میں سے دانے نکالتے ہیں ایک دوسرے پر چڑھے ہوئے اور کھجور کے گابھے سے پاس پاس گچھے اور انگور کے باغ اور زیتون اور انار کسی بات میں ملتے اور کسی بات میں الگ اس کا پھل دیکھو جب پھلے اور اس کا پکنا بیشک اس میں نشانیاں ہیں ایمان والوں کیلئے''۔ (کنزالایمان)

یہ آیت مبارکہ نباتاتی دنیا کو نگاہ عبرت سے دیکھنے کی دعوت دے رہی ہے:

وَفِي الْاَرْضِ قِطَعٌ مُّتَجٰوِرٰتٌ وَّجَنّٰتٌ مِّنْ اَعْنَابٍ وَّزَرْعٌ وَّنَخِيْلٌ صِنْوَانٌ وَّغَيْرُ صِنْوَانٍ يُّسْقٰى بِمَآءٍ وَّاحِدٍ ۫ وَنُفَضِّلُ بَعْضَهَا عَلٰى بَعْضٍ فِي الْاُكُلِ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ۝ (سورۃ الرعد)

''اور زمین کے مختلف قطعے ہیں اور ہیں پاس پاس اور باغ ہیں انگوروں کے، اور کھیتی اور کھجور کے پیڑ ایک تھالے سے اُگے اور الگ الگ سب کو ایک ہی پانی دیا جاتا ہے اور پھلوں میں ہم ایک کو دوسرے سے بہتر کرتے ہیں، بیشک اس میں نشانیاں ہیں عقلمندوں کے لئے''۔ (کنزالایمان)

ایک ہی طرح کے پانی سے ہر درخت کی سینچائی ہو رہی ہے مگر پیدا ہونے والے پھلوں میں جداگانہ پروٹین، حیاتین اور دوسرے کیمیاوی اجزاء اپنے آپ پیدا ہو رہی ہیں یا کوئی غیبی توانائی ہے جو اس عجیب وغریب کام کو انجام دے رہی ہے اس کا صحیح فیصلہ عقل والے ہی کرسکتے ہیں۔

يُنْۢبِتُ لَكُمْ بِهِ الزَّرْعَ وَالزَّيْتُوْنَ وَالنَّخِيْلَ وَالْاَعْنَابَ وَمِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ۝۱۱ (سورۃ النحل)

''اس پانی سے تمہارے لئے کھیتی اگاتا ہے اور زیتون اور کھجور اور ہر قسم کے پھل بیشک اس میں نشانی ہے دھیان کرنے والوں کو''۔ (کنزالایمان)

زیتون کا کیمیاوی تجزیہ:

زیتون تیل کیلئے مشہور ہے، مگر اس کے کچے پکے پھل بھی کھائے جاتے ہیں۔ کچے پھل چٹنی اور اچار کی شکل میں آ کام آتے ہیں جبکہ پکے ہوئے پھل انتہائی شیریں اور لذیذ ہوتے ہیں۔

الک اسڈ Oleic لی نولک Linoleic

پلا مٹک اسڈ Plamatic ACid ماریسٹک اسڈ Myristic ACid

اسٹرک اسڈ Steric Acid آرچڈک اسڈ Arachidic

زیتون کے سلسلے میں علامہ نعیم الدین مراد آبادی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں ''زیتون ایک مبارک درخت ہے اس کا تیل روشنی کے کام میں بھی لایا جاتا ہے اور بجائے سالن کے بھی کھایا جاتا ہے۔ یہ وصف دنیا کے کسی تیل میں نہیں، اس کا درخت خشک پہاڑوں میں پیدا ہوتا ہے، جن میں ذہنیت کا نام و نشان نہیں بغیر خدمت کے پرورش پاتا ہے، ہزاروں برس رہتا ہے ان چیزوں میں قدرت الٰہی کے آثار ظاہر ہیں۔ (جاری ہے)

﴿سلسلہ وار﴾

معارف اسلاف

ابراھیم دھان مکی کا خاندان اور فاضل بریلوی

محمد بہاء الدین شاہ*

حوالہ جات

(۴۰) تاریخ علماء دمشق فی القرن الرابع عشر الھجری، محمد مطیع حافظ ونزار اباظہ، طبع اول ۱۴۰۶ھ/۱۹۸۶ء دار الفکر دمشق، ج ۱ ص ۴۳۱-۴۳۲

(۴۱) مختصر نشر النور، ص ۸۹، نظم الدرر، ص ۱۱۳

(۴۲) فہرس دار الکتب المصریہ طبع ۱۹۲۴ء، ج ۱، ص ۲۹، معجم مؤلفی مخطوطات مکتبۃ الحرم المکی الشریف، ص ۲۷۴،

(۴۳) مختصر نشر النور، ص ۸۹، نظم الدرر، ص ۱۱۳

(۴۴) علامہ جلیل متفنن المتبحر فی المعقول والمنقول سید صالح صالح زواوی شافعی نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۰۸ھ/ ۱۸۹۱ء) مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئے اور بلد حرام کے اجلہ مشائخ سے تعلیم پائی بالخصوص عارف باللہ الامام الجلیل الکبیر العلامۃ المحدث الشھیر شیخ محمد سنوسی مراکشی ثم مکی مالکی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۲۷۶ھ)، شیخ احمد دھان اور عالم ادیب محدث فقیہ شیخ محمد بن خضر بصری مکی شافعی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۲۶۰ھ تقریباً) سے استفادہ کیا ہے۔ علاوہ ازیں یمن گئے اور وہاں کے علماء نیز حرمین شریفین وارد ہونے والے متعدد علماء سے اخذ کیا۔ سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ میں حضرت شیخ محمد مظہر دہلوی مہاجر مدنی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۰۱ھ) سے بیعت کر کے خلافت پائی۔ علامہ سید صالح زواوی مسجد حرام میں مدرس اور شوافع کے امام رہے آپ عمر بھر تعلیم و تعلم اور مریدین کی تربیت میں منہمک رہے۔ مکہ مکرمہ میں وبائی مرض پھیلا جس باعث آپ نے وفات پائی۔ (مختصر نشر النور، ص ۲۱۷، نظم الدرر، ص ۱۸۰-۱۸۱) آپ کے فرزند علامہ سید عبداللہ زواوی رحمۃ اللہ علیہ (م-۱۳۴۳ھ) بھی عالم دین مرشد طریقت مصنف سیاسی رہنما مدرس مسجد حرام اور مفتی شافعیہ تھے جو سعودی انقلاب کے دوران جنگ طائف میں شہید ہوئے۔

(۴۵) علامہ سید محمد ابوالنصر نصر اللہ ناصر الدین خطیب دمشقی شافعی رحمۃ اللہ علیہ (م-۱۳۲۴ھ/ ۱۹۰۶ء) دمشق میں پیدا ہوئے اور شام، مصر، حجاز کے متعدد علماء و مشائخ سے استفادہ کیا۔ آپ کو مختلف علوم وفنون پر پندرہ ہزار سے زائد اشعار حفظ تھے نیز تقریباً دس ہزار احادیث کے متون مع اسانید از بر تھے۔ علامہ سید عبدالحئی کتانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ میں نے مشرق سے لے کر مغرب اقصیٰ تک کے ممالک میں لاتعداد محدثین دیکھے جن میں علامہ سید ابوالنصر دمشقی ایسی شخصیت تھے کہ جنہیں لاتعداد احادیث کے متون نیز رسول اللہ ﷺ سے خود تک کی اسناد روایت حفظ تھیں۔ علامہ سید ابوالنصر خطیب نے سلسلۂ شاذلیہ میں عکا شہر کے شیخ علی یشرطی رحمۃ اللہ علیہ سے خلافت پائی۔ آپ سے لا تعداد اہل علم نے روایت حدیث میں اجازت حاصل کی ۱۳۲۰ھ میں آپ دسویں بار حج و زیارت کے لیے حرمین شریفین حاضر ہوئے تو صرف مکہ مکرمہ میں موجود مختلف ممالک سے تعلق رکھنے والے اسّی سے زائد علماء نے آپ سے سند اجازت حاصل کی۔ آپ بیس برس تک شام کے مختلف علاقوں میں شرعی عدالت کے قاضی رہے اور جہاں بھی مقیم رہے وہاں کی جامع مسجد میں درس و خطبۂ جمعہ دیا کرتے۔ آپ دمشق آئے تو شہر کی قدیم و مرکزی مسجد بنوامیہ میں خطیب مقرر ہوئے وہیں پر وفات پائی۔ آپ کی لوح مزار پر قطعات تاریخ وصال درج ہیں جنہیں شیخ محمد مطیع حافظ نے اپنی کتاب میں نقل کیا ہے۔ سید ابوالنصر خطیب نے اپنے مشائخ و مرویات پر کتاب ''الکنز الفرید علو الاسانید'' تصنیف کی پھر خود ہی اس کا اختصار ''الجوھر الفرید فی علو الاسانید'' کے نام سے کیا۔ (الاعلام، ج ۶ ص ۶۱۳، تاریخ علماء دمشق، ج ۱ ص ۲۲۲ ..... ۲۲۵، الدلیل المشیر ص ۴۱۳-۴۱۶، فہرس الفہارس، ج ۱ ص ۱۶۲-۱۶۳، ج ۲ ص ۵۸۵)

(۴۶) محدث مدینہ منورہ علامہ سید محمد علی بن ظاہر وتری حنفی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۲۲ھ/ ۱۹۰۴ء) مدینہ منورہ میں پیدا ہوئے اور وہیں وفات پائی۔

*(ناظم: بہاء الدین ذکریا لائبریری، چکوال)

آپ نے اسلامی دنیا کے اکابر علماء ومشائخ سے استفادہ کیا جن میں شیخ عبدالغنی مجددی دہلوی مدنی (م-۱۲۹۶ھ)، امام محدث مفسر شیخ صدیق کمال مکی حنفی (م-۱۲۸۴ھ)، مفتی شافعیہ علامہ سید احمد بن زینی دحلان مکی مدنی (م ۱۳۰۴ھ)، شیخ عبدالجلیل برادہ مدنی حنفی (م ۱۳۲۷ھ)، شیخ ابراہیم سقاالازہری مصری (م-۱۲۹۸ھ)، مفتی مالکیہ مصر شیخ محمد علیش (م ۱۲۹۹ھ)، شیخ داؤد بن سلیمان جرجیس بغدادی نقشبندی (م-۱۲۹۹ھ) رحمہم اللہ تعالیٰ وغیرہ اکابرین شامل ہیں۔ علامہ سید محمد علی وتری مدینہ منورہ میں صدر مدرس تھے، آپ امام المحدثین کہلائے۔ آپ کی چند تصنیفات ہیں ۱۳۱۳ھ میں دو کتب ''رسالۃ فی تحقیق الکلام الرحمٰن الرحیم'' اور ''رسالۃ فی ھمزۃ الوصل والقطع'' یکجا مصر سے شائع ہوئیں، ایک اور تصنیف ''تحفۃ المدنیۃ فی المسلسلات الوتریۃ'' مخطوط مکتبہ حرم مکی ہے۔ عالم اسلام کے لاتعداد علماء نے آپ سے اخذ کیا جیسا کہ مولانا عبدالباری فرنگی محلی لکھنوی (م-۱۳۴۴ھ)، مولوی عبدالحلیم ویلوری مدارسی (م ۱۳۳۶ھ) اور مولانا عنایت اللہ مٹاروی سندھی نے سفر حرمین شریفین کے دوران آپ سے روایت حدیث کی اسناد حاصل کیں۔ محدث مدینہ منورہ علامہ سید محمد علی وتری نے بعض علماء دیوبند کے افکار کے تعاقب میں لکھی گئی مولانا غلام دستگیر قصوری رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب تقدیس الوکیل پر تقریظ قلمبند کی (تقدیس الوکیل عن توہین الرشید والخلیل، نوری بک ڈپو، لاہور، الاعلام ج۲، ص۳۰۱، الدلیل المشیر ص۴۲۳-۴۲۵ فہرس دار الکتب المصریۃ، ج۱ص۱۸۳ فہرس الفہارس، ج۱ص۱۰۶-۱۱۰، معجم مؤلفی مخطوطات مکتبۃ الحرم المکی الشریف، ص۵۰۶، نزہۃ الخواطر، ج۸، ص۱۲۵۹، ۱۲۶۵، ۱۳۱۵)

(۴۷) شیخ سلیم بخاری رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۴۷ھ/ ۱۹۲۸ء) دمشق میں پیدا ہوئے اور وہاں کے اکابر علماء کرام فقیہ حنفی شیخ سعید برہانی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۰۲ھ)، مفتی شام محدث فقیہ حنفی صاحب تصانیف عدیدہ جشن میلاد النبی ﷺ کے موضوع پر ایک مقبول کتاب کے مصنف نابغۂ شام علامہ سید محمود حمزاوی حسینی رحمۃ اللہ علیہ (م-۱۳۰۵ھ)، فصوص الحکم وغیرہ کتب شیخ ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کے شارح شیخ عمر عطار حمصی دمشقی شافعی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۰۸ھ) اور محدث کبیر شیخ ابوبکر عطار شافعی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۲۰ھ) کی شاگردی اختیار کی۔ شیخ سلیم بخاری حج کے لیئے مکہ مکرمہ پہنچے تو وہاں چھ ماہ مقیم رہ کر اکابر علماء سے تحصیل علم کی، مولانا محمد رحمت اللہ کیرانوی رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ سید احمد بن زینی دحلانی شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے مختلف کتب پڑھیں اور شیخ احمد دھان رحمۃ اللہ علیہ سے احیاء علوم الدین پڑھی۔ شیخ سلیم بخاری عثمانی فوج میں مفتی رہے نیز عثمانی عہد اور اس کے بعد کی شاہی حکومتوں میں دینی وسیاسی امور سے متعلق متعدد اہم عہدوں پر تعینات رہے۔ چند کتب تصنیف کیں۔ فقہ حنفی کی اہم کتاب ''الھدیۃ العلائیۃ'' آپ کی سعی سے پہلی بار طبع ہوئی۔ آپ نے دمشق میں وفات پائی (الاعلام، ج۳، ص۱۱۶، تاریخ علماء دمشق، ج۱ص۴۳۱-۴۳۵)

(۴۸) علامہ سید ابوبکر بن عبدالرحمٰن عید روز علوی حسینی رحمۃ اللہ علیہ (م-۱۳۴۲ھ/۱۹۲۳ء) تریم شہر علاقہ حضرموت جنوبی یمن سے ملحق گاؤں حصن میں پیدا ہوئے اور حیدرآباد دکن میں وفات پائی۔ آپ کے دیگر اساتذہ میں علامہ سید احمد بن زینی دحلان مکی رحمۃ اللہ علیہ اہم ہیں نیز سلسلہ رفاعیہ میں علامہ سید ابوالہدیٰ رفاعی حلبی استنبولی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۲۷ھ) سے خلافت پائی۔ علامہ سید ابوبکر نے تیس کے قریب تصنیفات یادگار چھوڑی جن میں سے چند کے نام یہ ہیں۔ رشفۃ الصادی من بحر فضائل النبی الھادی مطبوع، التریاق النافع بایضاح جمع الجوامع مطبوع، سلالۃ باعلوی مطبوعہ، حدائق ذریعۃ الناھض الی تعلیم احکام الفرائض۔ آپ کے شاگردوں میں عثمانیہ یونیورسٹی حیدرآباد شعبہ اسلامیات کے صدر مولانا عبدالقدیر حیدرآبادی (م-۱۳۸۱ھ) اہم نام ہے۔ (الاعلام، ج۲، ص۶۵، بلوغ الامانی، ص۱۱۰، فہرس الفہارس، ج۱ص۱۴۶-۱۴۷، نزہۃ الخواطر، ج۸، ص۱۲۸۸)

(۴۹) شیخ صالح میمن کے دادا وطن سے ہجرت کر کے مکہ مکرمہ پہنچے تو کم سن شیخ صالح آپ کے ہمراہ تھے۔ کچھ عرصہ بعد آپ واپس وطن چلے گئے جہاں شادی کی پھر واپس مکہ مکرمہ جا کر شیخ العلماء مفتی مکہ مکرمہ شیخ جمال بن عبداللہ حنفی (م-۱۲۸۴ھ) شیخ احمد دھان، مولانا رحمت اللہ کیرانوی اور ملا نواب کابلی مکی (م-۱۳۱۰ھ) سے تفسیر حدیث فقہ منطق فلسفہ وغیرہ علوم کی تعلیم پائی۔ شیخ صالح میمن نے مکہ مکرمہ میں وفات پائی۔ آپ کے دو فرزند تھے عبدالرحیم میمن اور عبداللہ میمن۔ (نثر الدرر، ص۳۸)

(۵۰) شاہ ابوالخیر دہلوی رحمۃ اللہ علیہ (م-۱۳۴۱ھ) کے حالات پر ان کے فرزند شاہ ابوالحسن زید فاروقی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۴۱۴ھ/۱۹۹۴ء) کی ضخیم تصنیف ''مقامات خیر'' مطبوع ہے۔ نیز نزہۃ الخواطر، ج۸، ص۱۲۹۸

(۵۱) نزہۃ الخواطر، ج۸، ص۱۱۶۴-۱۱۶۵

(۵۲) نزہۃ الخواطر، ج۸، ص۱۲۹۶

☆☆☆

آپ کا معارف

تاجدار ختم نبوت صلی اللہ علیہ وسلم کا زندہ معجزہ

تحریر: محمد سید امیر القادری*

باغباں کا یہ تقاضا ہے کہ اب گلشن میں
باد صرصر بھی چلے نام صبا رکھنا

لفظ ''معجزہ'' عجز سے ماخوذ ہے یعنی قادر نہ ہونا، طاقت نہ رکھنا، کمزور کرنا وغیرہ اور شریعت کی اصطلاح میں ''معجزہ'' اس چیز کو کہتے ہیں جو انسانی عادات سے فوق اور بالاتر ہو، اور ایسے شخص سے صادر ہو، جو نبوت کا دعویدار ہو، معجزات کی تاریخ دیکھیں تو معلوم ہوگا کہ اللہ رب العزت نے انبیاء کرام اور رسولان عظام علیہم الصلوٰۃ والسلام کو ان گنت معجزات سے نوازا، جن کے بارے میں آپ میں سے ہر ایک کچھ نہ کچھ ضرور جانتا ہے۔

لیکن قارئین کرام! اس تحریر میں ہم خاتم المرسلین حضرت محمد مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء کا ایک معجزہ اور انگریز کے اس خانہ ساز نبی کے چند معجزات پڑھیں گے۔ جو اپنے آپ کو انگریز کا خود کاشتہ پودا کہلانے پر فخر محسوس کرتا ہے۔ جس نے تاجدارِ ختم نبوت ﷺ کی ردائے عصمت کو تار تار کرنے کی مذموم کوشش کی۔ غلامانِ مصطفیٰ (علیہ التحیۃ والثناء) کے قلوب واذھان سے جذبۂ جہاد ختم کرنے کی قبیح سازش تیار کی۔ قرآن وحدیث میں تحریف وتبدیل کا بھیانک پروگرام تشکیل دیا۔ ملتِ اسلامیہ کے جسد کو افتراق وانتشار کے تیروں سے چھلنی کیا۔ جعلی صحابہ، جعلی اہل بیت، جعلی امہات المومنین، جعلی مکہ او جعلی مدینہ متعارف کروایا۔ جنت کے نام پر جہنم کی ایڈوانس بکنگ شروع کی اور اسے ''بہشتی مقبرہ'' سے موسوم کیا۔ دنیا اسے ''مرزا غلام احمد قادیانی'' کے نام سے جانتی اور پہچانتی ہے۔

قارئین! اب ذرا مرزا صاحب کے چند معجزات کا جائزہ لیتے ہیں، جو قادیانی بزعم خود اپنے جھوٹے نبی کی صداقت پر بطور دلیل پیش کرتے ہیں۔ خلافت عثمانیہ کا خاتمہ ہوا، یہ مرزا صاحب کا معجزہ قرار پایا، فرطِ مسرت سے قادیان میں مٹھائی تقسیم ہوئی۔ ضلع گورداسپور بھارت میں شامل ہوا، یہ بھی مرزا صاحب کا کرشمہ تھا، شکرانے کے نفل ادا کیئے گئے۔ پاکستان کے پہلے وزیر اعظم لیاقت علی خان کو راولپنڈی میں شہید کیا گیا، یہ بھی مرزا صاحب کا کارنامہ تھا، کیونکہ صرف چند لمحات کے بعد وزیر اعظم صاحب سر ظفر اللہ خاں (قادیانی) کو وزارتِ خارجہ کے عہدہ سے فارغ کرنیوالے تھے۔ مشرقی پاکستان الگ ہوا، چناب نگر میں جشن منائے گئے، یہ بھی مرزا صاحب کا معجزہ بنا۔ بھٹو کو پھانسی ہوئی، یہ بھی مرزا صاحب کا معجزہ تھا،

*(اسسٹنٹ ایڈیٹر: سیریل شاہین، جنرل سیکریٹری بزم اقبال، ضلع سرگودھا)

کیونکہ بھٹو نے پاکستان میں آئینی طور پر قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا تھا۔ صدر ضیاء الحق کا طیارہ حادثے کا شکار ہوا یہ بھی مرزا صاحب کی کرشمہ سازی تھی، کیونکہ ضیاء الحق نے ۱۹۸۸ء میں امتناع قادیانیت آرڈنیس جاری کیا تھا، اب مرزا قادیانی کے معجزات کی کہانی ایک مرد درویش کی زبانی سنیے:

''ضلع سرگودھا میں ادرحماں، نصیر پور، ہلال پور، ٹاہلی اڈہ لوراں والی اور تخت ہزارہ نامی چند قصبات ہیں، جن میں اکثریت قادیانیوں کی ہے، چونکہ فرمان رب العالمین ''ولکن رسول الله و خاتم النبیین'' اور حدیث خاتم المرسلین ''انا خاتم النبیین و لا نبی بعدی'' کے تحت ہمارا محکم عقیدہ اور پختہ ایمان ہے کہ جو کوئی بھی تاجدار ختم نبوت ﷺ کے بعد نبوت و رسالت کا دعویٰ کرے وہ دجال، کذاب اور مرتد ہے، بس یہی پیغام میں عرصہ ۱۵/۱۶ سال سے وہاں کے اہل اسلام کے گوش گزار کرتا رہا، ساتھ ہی ساتھ حکمت کا کام بھی کرتا رہا، چونکہ وہاں مرزائیت کی اکثریت تھی، اس لیئے وہاں کے مسلمان ان سے خائف اور مرعوب تھے، لیکن میں نے ننھے منے بچوں کی ایک فوج تیار کر لی، ہم وقتاً فوقتاً جلوس کی شکل میں نعتیں پڑھتے ہوئے، نعرہ ہائے تکبیر و رسالت لگاتے ہوئے گلیوں میں نکلتے، ہمارا ننھا منا مجاہد ''عمران'' نعرۂ رسالت اور ختم نبوت ''زندہ باد'' کے نعرہ میں زیادہ ہی جذباتی تھا، اتفاقاً ایک دن اس کا ہاتھ ''ٹوکہ مشین'' میں آ گیا، ادھر قادیانیوں نے واویلا شروع کر دیا کہ ہمارے نبی (علیہ ما علیہ) نے معجزہ دکھا دیا ہے، کیونکہ یہ لڑکا زیادہ ہی نعرے لگاتا تھا، میں نے انہیں کہا کہ ''اگر مرزا صاحب کوئی معجزہ دکھا ہی سکتے ہیں تو میرے ساتھ کچھ کر کے دکھائیں کیونکہ میں اس کا سب سے بڑا مخالف ہوں، خیر! مرزا صاحب نے کیا کرنا تھا اور وہ کر ہی کیا سکتے تھے؟؟؟ ایک دن ہم جلوس کی شکل میں قادیانی عبادت گاہ کے سامنے سے گزرنے لگے، وہ عبادت گاہ میں پہلے سے ہی جمع تھے، انہوں نے مجھے پکڑا اندر لے گئے، پھر کلہاڑیوں اور لاٹھیوں سے اس قدر زخمی کر دیا کہ زبان کاٹ ڈالی، ناک کاٹ ڈالی، کان کاٹ ڈالے، سر پر اتنے زور سے کلہاڑیاں ماریں کہ دماغ کھوپڑی سے باہر نکل آیا، بچوں میں سے ایک نے مسجد میں اعلان کر دیا کہ ''سید اطہر حسین شاہ'' کو قادیانیوں نے شہید کر دیا ہے، مسلمانو! تم کہاں ہو؟ اعلان سننے کی دیر تھی، مسلمان جوق در جوق آن پہنچے، لاش کا مطالبہ کیا، قادیانیوں نے انکار کر دیا اور دروازے کو اندر سے کنڈی لگا دی، غلامان مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء نے نعرۂ تکبیر لگا کر دیوار کو دھکا دیا، دیوار گر پڑی، پھر ٹوٹی ہوئی دیوار کی اینٹوں سے ہی قادیانیوں کے پانچ آدمی موقع پر واصل جہنم کر دیئے۔

قارئین! آپ نے تفصیل ملاحظہ فرمائی، لیکن سوال پیدا ہوتا ہے کہ مرزائیوں نے ایسا کیوں کیا؟ تو اس کا جواب خورشید احمد گیلانی کی زبانی سنیے:

''ان کی خام خیالی تھی کہ سر نہیں رہے گا، تو سودا کہا سمائے گا؟ زبان بند ہو جائے گی تو برہان کہاں سے آئے گی؟ رگِ حیات کٹ جائے گی تو شرحِ آیات کون کرے گا؟ لیکن یہ خیال ہر دور میں ناکام ثابت ہوا ہے، سر کٹ جانے سے خیال یار کب مٹا ہے؟ نوک زبان پر پہرے بٹھا دیئے جائیں تو طرز فغاں کو نیا پیرایہ مل جاتا ہے، رشتۂ زندگی منقطع بھی ہو جائے، تب بھی ذوقِ بندگی برقرار رہتا ہے''۔

اب سنیں میرے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کا معجزہ، وہ آدمی جس کے پاس کلہاڑی تھی، وہ موقع پر واصل جہنم ہوا۔ جو وہاں قادیانی جماعت کا امیر تھا وہ بھی موقع پر اپنے کیفر کردار کو پہنچا۔ وہ

آدمی جس نے زبان کاٹنے کی کوشش کی تھی، وہ بھی اسی وقت جہنم کا ایندھن بنا۔ ادھر غلامِ مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء جسے ڈاکٹروں نے کہا تھا کہ اولاً تو بچے گا ہی نہیں اگر بچ بھی گیا تو ذہنی توازن برقرار نہیں رکھ سکے گا۔ وہ صحیح سلامت ہے، بھلا بتائیں تو سہی کہ وہ کان جو عشق محبوب کبریا ﷺ کی داستان سننے کے خوگر ہوں، ان کو کوئی نقصان پہنچا سکتا ہے؟...... وہ آنکھیں جو جلوۂ یار کا نظارہ کرنے کیلئے بے تاب ہوں، انہیں کوئی ضرر پہنچائے تو کیسے؟...... وہ سر جو بارگاہ ایزدی میں سجدہ ریزیوں کی لذت سے آشنا ہو، اسے فنا کے گھاٹ اتارے تو کون؟ ......وہ زبان جو صبح و مساء کریم آقا علیہ التحیۃ والثناء کی تعریف و توصیف میں نغمہ سنج ہو اس کا رشتہ کوئی دہن سے منقطع کرے تو کیسے؟

روزنامہ ''اوصاف'' کے تبصرہ کے مطابق ''ان کا بچنا ایک معجزہ سے کم نہ تھا، کیونکہ کلہاڑیوں کے وار سے ان کا سر پھٹ گیا تھا، اور دماغ باہر نکل آیا تھا''

قارئین! آپ یقیناً بے تاب ہوں گے کہ وہ مرد درویش کون تھا؟ مدنی آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ناموس کی خاطر جان کی بازی لگانے والا کہاں کا باسی تھا؟

تو آؤ! سنو!

یہ مجاہد اس کاروانِ ذوق وشوق کا ہم سفر ہے:۔

............جنہوں نے اپنی زندگی سارقان ختم نبوت پر شاہین کی طرح جھپٹتے گزاری،

............جن کے جسم کے اعضاء تو قلم ہو گئے لیکن انہوں نے ناموس رسالت ﷺ کے پرچم کو سرنگوں نہ ہونے دیا!

............جن کی ضرب وحرب سے کوہ دمن بھی لرزاں ہیں اور رزمگاہِ عشق و مستی میں زمانہ آج بھی ان کے کردار کی قسم کھاتا ہے۔ عہد رفتہ کے مسلمانوں کی درخشاں روایات کا امین، خانوادۂ سیادت کا چشم و چراغ یہ ''غازیٔ اسلام سیّد محمد اطہر شاہ'' ہے۔ جو آج بھی قائد آباد میں اپنے نانا جان کی ناموس کے تحفظ کی خاطر کوشاں ہے۔ داڑھی کے بال اگرچہ بڑھاپے کی چغلی کھا رہے ہیں، لیکن ان کا عزم جواں اور جذبات اب بھی گرم ہے۔ ڈاکٹروں نے کہا تھا '' بچے گا نہیں اگر بچ بھی گیا تو ذہنی توازن کھو بیٹھے گا''۔ لیکن چشم فلک گواہ ہے کہ اس مرد درویش کے نہ تو حافظے میں کمی آئی نہ عقل میں خلل واقع ہوا۔ جو بات پوچھیں بتاتا ہے، جو سنیں سناتا ہے۔ یہ ہے میرے کریم آقا ﷺ کا معجزہ اور زندہ معجزہ!

آؤ!

دیکھو!

اور

دل و نگاہ کو عشق مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء سے سرشار کرو!

''صلائے عام ہے یارانِ نکتہ داں کیلئے''

☆☆☆

اراکین ''معارف رضا'' سے اہم گزارش

بعض احباب کی سالانہ رکنیت اکتوبر اور نومبر میں ختم ہو چکی ہے اور بعض کی دسمبر ۲۰۰۳ء سے ختم ہو رہی ہے، لہٰذا ان حضرات کو پیشگی مطلع کیا جاتا ہے کہ براہ کرم نئے سال کیلئے زر تعاون جلد از جلد ارسال فرما دیں، بصورت دیگر جنوری ۲۰۰۴ء سے ''معارف رضا'' کی ترسیل بند کر دی جائے گی۔ (ادارہ)

فروغ رضویات کا سفر

اپنے دیس............بنگلہ دیس میں

صاحبزادہ سید وجاہت رسول قادری

ہم لوگ کاروں کے ایک قافلے کے ساتھ پہلے حضرت فقیہِ بنگلہ دیش مولانا مفتی امین الاسلام ہاشمی مدظلہ العالی کے دولت کدہ پر پہنچے وہاں سامان وغیرہ رکھا گیا پھر تازہ دم ہوکر اور لباس تبدیل کر کے جمیعۃ الفلاح مسجد آڈیٹوریم ہال، دام پارہ نیشنل پارک پہنچے۔ جس وقت ہم ہال میں پہنچے ہیں عشاء کی نماز کیلئے جماعت کھڑی ہورہی تھی ہم جماعت میں شریک ہوگئے۔ آڈیٹوریم ہال بہت وسیع ہے غالباً تین ہزار آدمیوں سے زیادہ کے بیٹھنے کی گنجائش ہے۔ اس ہال کے اوپر ایک جمیعۃ الفلاح کی وسیع وعریض مسجد ہے۔ بنگلہ دیش کے سب سے بڑی سنّی جامعہ، جامعہ احمدیہ سنیہ عالیہ کے پرنسپل حضرت مولانا جلال الدین القادری زید مجدہٗ اس مسجد کے خطیب ہیں جمعہ اور عیدین کی نمازوں کی امامت فرماتے ہیں۔

عشاء کی نماز سے فراغت کے بعد جب فقیر اور علامہ اکٹر سید ارشاد احمد بخاری اختر القادری زید مجدہٗ اسٹیج پر پہنچے تو ہمارا شاندار استقبال نعروں سے کیا گیا۔ پیرطریقت، فقیہ بنگلہ دیش حضرت علامہ مفتی قاضی سید امین الاسلام ہاشمی اور فاضل نوجوان علامہ ڈاکٹر سید ارشاد احمد بخاری اختر القادری حفظہما اللہ الباری نے فقیر کے جدّ امجد حضرت علامہ مولانا سید ھدایت رسول برکاتی لکھنوی علیہ الرحمہ، سیدی مرشدی، قبلہ وکعبہ مفتیِ اعظم ھند حضرت علامہ مفتی مصطفےٰ رضا خان قدس اللہ سرہ العزیز، استاذی و ملاذی، شیخ الحدیث والتفسیر حضرت علامہ مفتی نصر اللہ خان افغانی حفظہ الباری کی سہ آتشہ نسبتوں اور ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا انٹرنیشنل پاکستان کے ادنیٰ خادم ہونے کے حوالے سے فقیر کا زوردار الفاظ میں حاضرینِ مجلس سے تعارف کرایا، فجز اہما اللہ احسن الجزاء، اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اس ناچیز کو ویسا ہی بنادے جیسا کہ محترم شخصیات نے اس کے متعلق حسن ظن کا اظہار فرمایا۔ انجمنِ عاشقان مصطفیٰ ﷺ غالباً گذشتہ ۵ / برسوں سے ہرسال غوث اعظم کانفرنس کا کامیاب انعقاد کرتی چلی آرہی ہے اور اس ضمن میں اب تک برصغیر پاک وہند و بنگلہ دیش اور لبنان وعراق کے متعدد جید علمائے کرام اس میں خصوصی مقرر کی حیثیت سے شرکت فرما چکے ہے۔ اس مرتبہ یہ کانفرنس دوروزہ تھی (۲۵-۲۶ / جون ۲۰۰۳ء)۔

راقم کے لئے بحثیت ایک مقرر اور مقالہ نگار اس مبارک محفل میں شرکت ایک بڑا اعزاز تھی۔ جس کے لئے احقر اراکین انجمن خصوصاً اس کے سرپرست اعلیٰ حضرت مولانا مفتی قاضی سید امین الاسلام ہاشمی دامت برکاتہم عالیہ ان کے صاحبزادۂ عالی وقار، فاضل نوجوان علامہ مولانا قاضی سید شاھد الرحمٰن ہاشمی، اور محبی وعزیزی علامہ ڈاکٹر سید ارشاد احمد بخاری ڈائریکٹر اسلامی سینٹر دینا جپور کا تہہ دل سے ممنون ہے۔

﴿جاری ہے﴾

آپ کا معارف

بنگلہ دیش میں رضویات کا فروغ

صاحبزادہ سید وجاہت رسول قادری

اللہ تعالیٰ عالم الغیب ہے، اس کا علم ذاتی ہے اور ہر شے کو محیط ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب مکرم، نبی اکرم محمد رسول اللہ ﷺ اور دیگر انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کو بھی اپنے بعض غیوب کا علم عطا فرمایا۔ یہ علم عطائی ہے، ذاتی نہیں۔

سید عالم ﷺ کا علم ساری مخلوقات سے زیادہ ہے اور تمام علم ''ماکان ومایکون'' کو احاطہ کیئے ہوئے۔ ارشاد باری تعالیٰ اس پر نص ہے:

وَعَلَّمَکَ مالَمْ تَکُنْ تَعْلَمُ ط وَکَانَ فَضْلُ اللّٰہِ عَلَیْکَ عَظِیْماً o

''اور تم کو (اے محبوب) سکھا دیا جو تم نہیں جانتے تھے اور اللہ کا تم پر بڑا فضل ہے''۔

علمائے امت علم میں انبیاء کے وارث ہیں۔ اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے حضور اکرم ﷺ کی رحمت سے نوازتا ہے، مفسرین کرام نے قرآنی آیت فَوْقَ کُلِّ ذِیْ عِلْمٍ عَلِیْمٌ o سے مراد اَعْلَمِ کائنات عالم ماکان ومایکون محمد رّسول اللہ ﷺ کی ذات مبارکہ مراد لی ہے اور آقا و مولیٰ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں:

عُلَماءُ اُمَّتِی کَاَنْبِیَآءِ بَنِیْ اِسْرَائِیْل

یعنی میری امت کے علماء بنی اسرائیل کے انبیاء کے مثل ہیں

مطلب یہ ہے کہ جس طرح حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی امت کے انبیاء انکے علم کے وارث تھے۔ اسی طرح چونکہ میرے پردہ کر جانے کے بعد کوئی نبی نہ آئے گا مگر میری امت کے راسخ العلم علماء ہی میرے علم اور میری سنّت کے وارث ہوں گے۔

علومِ اسلامی یعنی علوم قرآن و حدیث و فقہ اصل العلوم ہیں اور یہ سید عالم ﷺ کا ورثہ ہیں۔ باقی تمام دیگر دُنیوی علوم ان اسلامی علوم کی معاونت کیلئے ہیں اور اگر کوئی علم یہ خدمت انجام نہیں کر پاتا تو اس کے حصول میں شغف اپنی زندگی کے قیمتی اوقات کا ضیاع کے علاوہ کچھ نہیں ہے اور یہ تحصیل لا حاصل ہے۔ اس دور میں وارثِ علوم مصطفیٰ ﷺ اور اس کے عظیم مبلغ کی حیثیت سے مجدد دین وملّت امام احمد رضا محدّث بریلوی قدس سرہٗ سامی کی شخصیت صرف برصغیر پاک و ہند و بنگلہ دیش ہی نہیں بلکہ تمام عالم اسلامی اور بلادِ حرمین شریفین میں مسلّم ہے۔ چنانچہ علمائے اسلام نے ان کی علمی وجاہت، تبحر اور علومِ جدیدہ وقدیمہ، نقلیہ وعقلیہ میں ان کی کامل دسترس اور ان کی حیرت انگیز قوتِ حافظہ اور فطانت و ذہانت کو ملاحظہ کرتے ہوئے انہیں مجدّدِ دین وملت، فقیہ اسلام، امام العصر، فرید الدھر، امام المحدثین، امام ابوحنیفہ ثانی اور دیگر مہتم بالشان القابات سے نوازا۔

بایں ہمہ شانِ علم و فضل حیرت انگیز بلکہ افسوسناک امر یہ ہے کہ امام احمد رضا اعلیٰ حضرت عظیم البرکت علیہ الرحمۃ کی ایک ہزار

سے زیادہ چھوٹی بڑی تصنیفات و تالیفات سے ابھی بہت کم زیور طباعت سے آراستہ ہوسکی ہیں، تقریباً پچاس فیصد سے زیادہ مخطوطہ حالت میں بلکہ ان میں سے بعض اب بھی پردۂ اخفاء میں ہیں۔ یہ دنیائے علم وتحقیق کا ایک بہت بڑا المیّہ ہے۔ اس میں غیروں سے زیادہ اپنوں کی چیرہ دستیاں کارفرما ہیں۔ چنانچہ امام احمد رضا قدس سرہ کے وصال (۱۳۴۰ھ/۱۹۲۱ء) کے بعد ایک طویل عرصہ تک اس محسنِ قوم اور عظیم علمی شخصیت کا صحیح تعارف دنیائے علم وتحقیق میں نہ ہوسکا۔ لیکن آپ کی چند خالصتاً علمی وفنّی کتب خصوصاً آپ کے عظیم مجموعہ فتاویٰ ''العطایا النبویہ فی فتاویٰ رضویہ'' جسے بجا طور پر اسلامی معلومات کا انسائیکلوپیڈیا کہا جاتا ہے کی چند ابتدائی جلدوں اور سرزمینِ حجاز میں عربی میں لکھی گئی کتب مثلاً ''الدولۃ المکیہ بالمادۃ الغیبیہ'' کی اشاعت کے ساتھ ہی اسلامی علمی حلقوں میں امام صاحب کے بلند علمی مقام اور ان کی تحقیقات کے اعلیٰ معیار کا تعارف شروع ہوگیا۔ الحمدللہ مفتی عبدالقیوم ہزاروی رحمہ اللہ، سابق مہتمم جامعہ نظامیہ لاہور، کی مسلسل جدوجہد اور کاوشوں سے اور ان کی زیر نگرانی رضا فاؤنڈیشن لاہور (پاکستان) اب تک مکمل حواشی و تخریجات کے ساتھ فتاویٰ رضویہ کی ۲۵/جلدیں شائع کر چکا ہے۔ اور ہر جلد تقریباً آٹھ سو (۸۰۰) صفحات پر مشتمل ہے، جبکہ ان شاء اللہ ۶/۵ مزید جلدیں طباعت کی منتظر ہیں۔ لیکن یہ حقیقت ہے کہ دور جدید کے علمی مزاج، طرزِ تحقیق اور اسلوبِ نگارش کے تقاضوں کے مطابق امام احمد رضا کی شخصیت اور علمی کارناموں کا یونیورسٹی، کالجز اور عالمی جامعات کے تعلیم یافتہ حلقوں اور طلبہ و اساتذہ میں متعارف کرانے کا کام گذشتہ ۳۰/۳۵ سال سے شروع ہوا ہے اور بلاشبہ اس اہم پیش رفت کی ابتداء کا سہرا دو شخصیات کے سر ہے۔ اولاً: حکیم محمد موسیٰ امرتسری مرحوم مغفور، بانی مرکزی مجلس رضا، لاہور۔ ثانیاً: علامہ پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب، سرپرست اعلیٰ ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا (انٹرنیشنل) کراچی پاکستان۔ علامہ پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب جو خود ۴۰/سال تک پاکستان کے اعلیٰ تعلیمی نظام اور اس کی نصاب کمیٹی سے وابستہ رہے ہیں و نیز متعدد ادبی، دینی، تعلیمی اور ملّی موضوعات پر مسلسل لکھتے لکھاتے رہے ہیں، (جو بحمداللہ اب بھی جاری ہے) انہوں نے اپنی رواں، سلیس، تحقیقی اور سنجیدہ تحریروں کے ذریعہ امام احمد رضا کو جدید تعلیم یافتہ طبقے اور جامعات (یونیورسٹی) کی سطح پر متعارف کرانے اور ملکی عالمی جامعات کے اساتذہ، ریسرچ اسکالرز اور طلباء کو امام صاحب کے علمی وادبی وملّی کارناموں اور ان کی بعض تحقیقات پر پی. ایچ. ڈی اور ام فل کے مقالہ جات تحریر کرنے کی جانب راغب کرنے میں منفرد اور اہم خدمات انجام دی ہیں۔ ڈاکٹر صاحب کی انہی عظیم علمی اور تحقیقی خدمات کے صلہ میں آج دنیائے اہلسنت انہیں ''ماہرِ رضویات'' اور ''مسعودِ ملت'' کے القابات سے یاد کرتی ہے۔

جب ۱۹۸۰ء میں جناب سید ریاست علی قادری رضوی بریلوی مرحوم مغفور نے ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا (کراچی) کی بنیاد رکھی (جس میں راقم بھی شروع سال ہی سے رفیق کار کی حیثیت سے چند اور احباب کے ساتھ شامل ہوگیا) تو ماہرِ رضویات قبلہ پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب حفظہ اللہ الاحد اعلیٰ حضرت عظیم البرکت علیہ الرحمۃ سے بطور اظہارِ محبت وعقیدت اور ہم پر بہ اظہارِ کمالِ شفقت اس ادارہ کے سرپرستِ اول ہوئے۔ آپ کے ساتھ ہی دو اور اہم علمی شخصیات، حضرت علامہ مفتی تقدس علی خان، حامدی رضوی بریلوی، شیخ الحدیث پیر جو گوٹھ سندھ اور حضرت علامہ شمس بریلوی رحمہما اللہ نے بھی ہم پر شفقت فرماتے ہوئے ادارے کی سرپرستی قبول فرمائی۔ اس کے بعد ادارے کے تحقیقی اور تصنیفی

سرگرمیوں میں تیزی آئی اور محترم سید ریاست علی قادری مرحوم مغفور ۱۹۸۰ء میں اور یہ ناچیز راقم ۱۹۸۰ء اور پھر ۱۹۸۱ء میں علامہ مولانا وسیع تر اور روزافزوں ہو رہا ہے، اس کا اندازہ ذیل کے اجمالی شیڈول سے لگایا جاسکتا ہے:

انٹرنیشنل جامعات کی تعداد جہاں کام ہو رہا ہے		پی ایچ ڈی	ام فل	ڈی لٹ
۱- جامعات کی تعداد	۲۱			
۲- منظور شدہ پی ایچ ڈی		۱۳	۶	-
۳- داخل شدہ تھیس		۴	-	-
۴- رجسٹرڈ شدہ تھیس		۴	۳	۱
	۲۱	۲۱	۹	۱

ریحان رضا خاں رحمہ اللہ (نبیرۂ حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا خان علیہ الرحمہ)، مولانا خالد علی خان زید عنایتہٗ (نواسہ مجدد مأۃ حاضرہ، مفتی اعظم ہند حضرت علامہ مولانا مصطفیٰ رضا خان علیہ الرحمۃ) اور حضرت علامہ مفتی تقدس علی خان علیہ الرحمۃ کی وساطت سے اعلیٰ حضرت عظیم البرکت کے تقریباً دو ڈھائی سو چھوٹے بڑے رسائل/حواشی (مخطوطات بطور ''بازیافت'') پاکستان لائے۔ جس سے ایک طرف ماہرِ رضویات کے شہوارِ قلم کو شہ ملی، امام احمد رضا کے حوالے سے نئی نئی تحریرات اور تحقیقات سامنے آئیں، تو دوسری طرف، ملکی اور بین الاقوامی جامعات کے ریسرچ اسکالرز اور اساتذہ کی امام احمد رضا کے علمی آثار پر تحقیق و تصنیف میں دلچسپی بڑھنے لگی اور آہستہ آہستہ امام احمد رضا پر تحقیق کا یہ حلقہ برصغیر پاک و ہند کے افق سے نکل کر امریکہ، یورپ، افریقہ، افغانستان جامعہ ازہر شریف و مصر کی دیگر جامعات، جامعہ بغداد شریف، جامعہ اردن، اور عالم اسلام کی دیگر جامعات تک پہنچ گیا۔ بحمد اللہ جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ اس وقت (۲۰۰۳ء کے اواخر تک) امام احمد رضا پر پی ایچ ڈی/ام فل/ڈی لٹ کا کام وسیع سے

گذشتہ ۲۵/برسوں میں کسی ایک شخصیت کے حوالے سے پی ایچ ڈی اور ام فل کی سطح پر ۳۰/سے زائد تھیس کی تکمیل ایک منفرد تاریخی کارنامہ ہے اور ایک طرح سے امام احمد رضا قدس اللہ سرہ العزیز کی قد آور علمی شخصیت کو شاندار خراجِ تحسین ہے۔ اِن شاء اللہ عزوجل اس شیدائیِ رسول ﷺ پر تحقیق و تصنیف کا یہ سلسلہ تا صبحِ قیامت جاری و ساری رہے گا۔ اور کیوں نہ ہو ۔

کیسے آقاؤں کا بندہ ہوں رضاؔ
بول بالے مری سرکاروں کے

اور پھر یہ کہ ۔

ہیں پشت پناہ غوث اعظم
کیوں ڈرتے ہو تم رضاؔ کسی سے

ان کے علاوہ ام اے اور ام ایڈ کے مونوگراف کی تعداد بے شمار ہے۔ نیز ''علمائے بریلی کی علمی خدمات'' پر بھی پی ایچ ڈی اور ام فل کی ایک ایک سند جاری ہوچکی ہے، جبکہ ایک مزید پی ایچ ڈی رجسٹرڈ ہوچکی ہے۔ (مزید تفصیل کیلئے ملاحظہ ہو امام احمد رضا اور انٹر

نیشنل جامعات مرتبہ راقم ،مطبوعہ ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا (انٹر نیشنل)۱۴۲۴ھ/۲۰۰۳ء)

جامعات کے علاوہ دنیا کے جن مختلف اداروں میں امام احمد رضا پر تحقیقی اور تصنیفی کام ہورہا ہے ان کی تعداد تادم تحریر ۳۰ر سے بھی زیادہ ہے۔

یہ امر باعثِ مسرت ہے کہ رضویات پر تحقیق وتصنیف کا کام اب ہمارے برادر مسلم ملک بنگلہ دیش میں بھی تیز رفتاری سے فروغ پذیر ہے۔اس وقت بحمد للہ درجِ ذیل پانچ تحقیقی ادارے کام کررہے ہیں جن کے مختصر کوائف درج ذیل ہیں:

۱......اعلیٰ حضرت فاؤنڈیشن اینڈ ریسرچ انسٹیٹیوٹ، چٹا گانگ،

سرپرست اعلیٰ: شیخ المشائخ علامہ مفتی سید امین الاسلام ہاشمی مدظلہ العالی

صدر: ایڈوکیٹ مصباح الدین مختیار صاحب،

جنرل سکریٹری: مولانا نظام الدین رضوی صاحب

۲......رضا اسلامک اکیڈیمی، چٹا گانگ

صدر: مولانا بدیع العالم رضوی صاحب ،

جنرل سکریٹری: الحاج صاحبزادہ عبداللہ صاحب

۳......اعلیٰ حضرت ریسرچ سینٹر، چٹا گانگ

بانی وسرپرست: مولانا محمد اسمٰعیل رضوی صاحب

۴......اعلیٰ حضرت اکیڈیمی، ڈھاکہ

صدر: نظیر احمد چودھری صاحب

۵......اعلیٰ حضرت سنّی اکیڈیمی، ڈھاکہ

بانی وچیئرمین: علامہ مولانا حافظ محمد عبدالجلیل صاحب (حفظہم اللہ تعالیٰ اجمعین)

ان سب میں فی الوقت اعلیٰ حضرت فاؤنڈیشن (چٹا گانگ) اور رضا اسلامک اکیڈیمی (چٹا گانگ) سب سے زیادہ فعال ہیں۔یہ ادارے ۱۹۹۸ء سے ہر سال امام احمد رضا کانفرنس کا انعقاد کرتے آرہے ہیں۔جن میں مختلف اسکالرز اور علماء مقالات پڑھتے ہیں اور اس موقع پر ایک یادگاری مجلّہ بھی نکالا جاتا ہے۔

رضا اسلامک اکیڈیمی نے فاضل نوجوان مولانا بدیع العالم رضوی صاحب کی سربراہی میں گذشتہ کئی برسوں سے اشاعتی کام میں قابل تعریف پیش رفت کی ہے۔مولانا بدیع عالم رضوی صاحب اس وقت اعلیٰ حضرت فاؤنڈیشن کے بھی نائب صدر ہیں۔آپ بہت پرجوش، مخلص اور فعّال شخصیت ہیں۔آپ مدرسۂ طیّبیہ اسلامیہ سنّیہ فاضل کے پرنسپل بھی ہیں۔پاکستان اور ہندوستان کے معروف سنّی علماء واسکالرز سے ان کے قریبی علمی روابط ہیں۔ان کی سربراہی و نگرانی میں رضا اسلامک اکیڈمی اور اعلیٰ حضرت فاؤنڈیشن تصنیف و تالیف، ترجمۂ واشاعت اور طباعت کا کام مستقل بنیادوں پر کررہی ہیں۔امام احمد رضا اور دیگر علماء اہلسنّت کی متعدد کتب کا بنگالی زبان میں ترجمہ کیا جاچکا ہے۔بنگلہ دیش میں سنّی لٹریچر کی نشر واشاعت کا جتنا کام گزشتہ ۶/۷ برسوں میں ہوا ہے وہ اس سے قبل گذشتہ ۳۵ر برسوں میں بھی نظر نہیں آتا اور یہ سب مذکورہ اداروں کے پرجوش باعزم اور مخلص اراکین اور سرپرستوں کی جدو جہد کا مرہون منت ہے۔مولانا بدیع العالم رضوی صاحب نے حال ہی میں اپنے ایک غیر مطبوعہ مضمون ''بنگلہ دیش میں رضویات پر کام کی رفتار'' میں تقریباً ۶۶ر کتب اور مقالات کے نام لکھے ہیں جو رضا اسلامک اکیڈیمی اور اعلیٰ حضرت فاؤنڈیشن نے اب تک شائع کیئے ہیں۔ان میں زیادہ تر اردو کتب کے تراجم ہیں، باقی ماندہ مقالات، سالانہ کانفرنس مجلّہ اور کچھ پیغامات کے مجموعے بھی ہیں۔خاص کتب میں جن کا اردو سے بنگالی میں ترجمہ شائع ہوچکا ہے، اعلیٰ حضرت عظیم البرکت علیہ الرحمہ کے ترجمۂ قرآن کنزالایمان شریف، اس پر صدرالافاضل مولانا سید

نعیم الدین مراد آبادی علیہ الرحمۃ کا حاشیہ، بہار شریعت مصنفہ صدر الشریعہ مولانا امجد علی اعظمی صاحب (۵ حصے)، پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب کی متعدد کتب، پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری، راقم (وجاہت رسول قادری) اور دیگر علماء پاک و ہند اور بنگلہ دیش کے علماء کی بعض اہم تصانیف شامل ہیں۔

فی الحال بنگلہ دیش میں اہلسنّت کے عقائد کی اردو تصانیف کا بنگالی زبان میں ترجمہ ایک تحریک کی صورت اختیار کر گیا ہے اور اس سے بنگلہ دیش کے سنّی علماء اور اسکالرز میں دینی اور مسلکی موضوعات پر بنگلہ زبان میں لکھنے لکھانے کا ذوق وشوق بھی بڑھا ہے، الحمدللہ خاصی تعداد میں کتب شائع ہو رہی ہیں، سنّی جریدے بھی نکل رہے ہیں، اخبار و جرائد میں مضامین و مقالات بھی لکھے جا رہے ہیں، یہ سب رضا اسلامک اکیڈمی جیسے اداروں کا فیضان ہے۔ ایک اہم پیش رفت فقیر کے دورۂ بنگلہ دیش کے بعد یہ ہوئی ہے کہ جناب مولانا ڈاکٹر عبدالودود زید مجدہٗ کی کاوشوں سے انٹرنیشنل اسلامک یونیورسٹی کشتیہ (بنگلہ دیش) کے قرآن و حدیث وتفسیر کے نصاب میں اعلیٰ حضرت عظیم البرکت اور دیگر علمائے اہلسنّت کی کتب ریفرنس بک کی حیثیت سے شامل کر لی گئی ہیں۔ محترم مولانا ڈاکٹر عبدالودود صاحب قرآنیات کے شعبہ میں اسی یونیورسٹی میں استاد ہیں۔ اس کے علاوہ تین فاضل اسکالر مولانا عبدالمنان صاحب (مترجم، بنگالی کنزالایمان) مولانا نظام الدین رضوی صاحب اور پروفیسر نظام الدین صاحب اسی یونیورسٹی سے امام احمد رضا کے حوالے سے ام فل/ پی ایچ ڈی کی رجسٹریشن کی کاوش کر رہے ہیں۔ یہ سب علمی و تحقیقی سرگرمیاں اعلیٰ حضرت فاؤنڈیشن اور رضا اسلامک اکیڈمی اور ان کے سرپرست علمائے کرام کی کاوشوں کا نتیجہ ہے۔

(سنّی) ترجمان کے نام سے ایک ماہ نامہ چٹا گانگ سے اور سنّی برتا (سنّی خبر) کے نام سے ایک ماہنامہ ڈھاکہ سے شائع ہو رہا ہے۔ ''الحق'' کے نام سے بھی ایک سنّی ماہنامہ چٹا گانگ سے شائع ہوا کرتا تھا بعض وجوہ کی بناء پر ۶/ ۷ شماروں کے بعد وہ بند ہو گیا۔ نشر و اشاعت کے کام میں فنڈز کی مسلسل اور بروقت فراہمی ایک ناگزیر عمل ہے۔ پاک و ہند کے سنّی اداروں کی طرح بنگلہ دیش میں بھی فنڈز کی کمی اور بروقت فراہمی کا مسئلہ ہے۔ یہ امر باعث اطمینان ہے کہ رضا اسلامک اکیڈمی کے جنرل سکریٹری صاحبزادہ عبداللہ صاحب ابن (غلام) خیر البشر مرحوم مغفور کتب کی اشاعت وطباعت میں خصوصی دلچسپی لیتے ہیں ان کی خواہش ہوتی ہے کہ مسلکِ اعلیٰ حضرت عظیم البرکت کی زیادہ سے زیادہ نشر و اشاعت ہو، اس سلسلہ میں وہ اکیڈمی سے فیاضانہ مالی تعاون فرماتے ہیں، اللہ تعالیٰ ان کو جزاء خیر عطا فرمائے۔ ﴿آمین﴾

یہ خبر باعث مسرت ہے کہ رضا اسلامک اکیڈمی دسمبر ۲۰۰۳ء میں اپنا ساتواں سالانہ یوم تأسیس منا رہی ہے۔ اس موقع پر ایک یادگاری مجلّہ کے اجراء کے علاوہ کچھ کتب کی اشاعت کا بھی پروگرام ہے۔ راقم ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا انٹرنیشنل، پاکستان کے صدر کی حیثیت سے اور تمام اراکین ادارہ کی جانب سے رضا اسلامک اکیڈمی کے صدر، محترم مولانا بدیع العالم رضوی صاحب، جنرل سکریٹری محترم صاحبزادہ عبداللہ صاحب، دیگر اراکین اکیڈمی کو دلی مبارکباد پیش کرتا ہے اور دعا کرتا ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ ان حضرات کو اپنے مقاصدِ حسنہ میں کامیابی عطا فرمائے، اعلیٰ حضرت عظیم البرکت امام احمد رضا کے ورثۃ العلمی کے ابلاغ اور ان کے مشن ''عشقِ مصطفیٰ'' ﷺ کی ترویج واشاعت میں ان کو اخلاص فی اللہ کے ساتھ سعی وکاوش کی توفیقِ رفیق اور وسائل عطا فرمائے۔

(آمین بجاہِ سید المرسلین ﷺ)

خواتین کا معارف

اسلام اور عورت

﴿قرآنی آیات کی روشنی میں﴾

علامہ سید سعادت علی قادری*

قرآن وحدیث میں غور کرنے سے یہ حقیقت بالکل واضح ہوجاتی ہے کہ اسلام، ہرگز، ہرگز عورتوں کو مردوں کا غلام، باندی یا لونڈی قرار نہیں دیتا، بلکہ اسلام نے جس قدر بھی عورت کو مرد کی اطاعت کا حکم دیا ہے، وہ عورت پر احسان ہے اس کے ساتھ ''اچھا برتاؤ'' ہے جو اسکے مفاد میں ہے۔

اَلطَّلَاقُ مَرَّتٰنِ فَاِمۡسَاكٌۢ بِمَعۡرُوۡفٍ اَوۡ تَسۡرِيۡحٌۢ بِاِحۡسَانٍ ط

(پ۲، البقرہ، ۲۲۹)

''طلاق دوبار ہے، پھر یا تو روک لینا ہے بھلائی
کے ساتھ یا چھوڑ دینا ہے احسان کے ساتھ''

عورت پر مظالم کی دردناک داستانوں میں ایک داستاں یہ بھی ہے کہ اہل عرب میں طلاق کا رواج بھی موجود تھا اور مرد کو اس کا حق بھی حاصل تھا، لیکن طلاقوں کی کوئی تعداد مقرر نہ تھی، جس سے مرد یہ فائدہ اٹھاتے تھے کہ بیوی کو ایک طلاق دیتے اور رجوع کر لیتے اور اسی طرح غریب عورت کو ستاتے رہتے تھے، نہ چھوڑتے ہی تھے نہ بھلائی اور محبت کے ساتھ پیش آتے تھے، یہی رواج اسلام کے دور میں بھی کچھ عرصہ رہا۔

ایک مرتبہ انصاری صحابی نے اپنی بیوی کو ستاتے ہوئے کہا میں تیری زندگی برباد کردوں گا، نہ تو میں تیرے قریب آؤں گا اور نہ ہی تو مجھ سے چھٹکارا پا سکے گی، بیوی نے پوچھا یہ کیسے؟ بولے: میں تمہیں طلاق دیتا رہوں گا، اور ہر مرتبہ عدت کے دن پورے ہونے سے پہلے ہی رجوع کرلیا کروں گا، غریب عورت، شوہر کا یہ ظالمانہ پروگرام سن کر لرز گئی اور دامن رحمت میں پناہ لینے دوڑی، نبی مکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دربار میں حاضر ہوکر اس نے اپنی بے بسی کا حال سنایا پس اللہ رب العزت نے کرم کیا اور طلاق کی تعداد متعین فرمائی، کہ مرد کو صرف تین طلاقوں کا حق حاصل ہے، پہلی، دوسری، طلاق کے بعد تو وہ عدت کے دن پورے ہونے سے پہلے رجوع کرسکتا ہے لیکن جونہی تیسری بار طلاق دے گا عورت آزاد ہوجائے گی۔

طلاق بالعموم مرد وعورت کے درمیان ہمیشہ کے لئے دوری، بلکہ عداوت ودشمنی ہی کا سبب بنتی ہے لیکن غور فرمایئے اسلام کی تعلیم پر اور عورتوں کے ساتھ اچھے برتاؤ کی تاکید پر کہ مردوں کو حکم دیا گیا کہ اگر شوہر وبیوی میں نااتفاقی کے باعث طلاق کی نوبت آہی جائے اور ابھی صرف دو طلاقیں دی گئی ہوں تو بہتر ہے کہ رجوع کرلیا جائے اور اگر اب کوئی گنجائش ہی باقی نہ رہے اور علیحدگی ہی کا فیصلہ کرلیا جائے تو اس صورت میں بھی مرد کو عورت کے ساتھ بدسلوکی کی اجازت نہیں بلکہ احسان کا حکم دیا جاتا ہے، کہ مطلقہ کو دھکے دے کر گھر سے نہ نکالنا بلکہ اس کو کچھ تحفے تحائف دے کر، محبت اور عزت سے

*(مبلغ اسلام، مشہور عالم دین اور صاحب تصانیف)

رخصت کرنا، چاہے وہ ایک ہی دن تمہاری بیوی رہی ہو۔

اللہ اکبر؛ ذرا غور فرمایئے عورتوں کے ساتھ اسلام کی ہمدردی پر کہ طلاق کی صورت میں بھی اچھے برتاؤ کا حکم دیا جارہا ہے کیا کسی مذہب یا دنیا کے کسی قانون میں حسن سلوک اور عورتوں سے ہمدردی کی ایسی نظیر موجود ہے اسی مضمون کی دوسری آیت ملاحظہ ہو، جو زیادہ واضح ہے:

وَاِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَبَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَاَمْسِكُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ اَوْسَرِّحُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ ص وَلَا تُمْسِكُوْهُنَّ ضِرَارًا لِّتَعْتَدُوْا ج

(پ۲، البقرہ، ۲۳۱)

''اور جب تم طلاق (رجعی) دو عورتوں کو اور وہ اپنی عدت پوری کرلیں پس انہیں یا تو روک لو بھلائی کے ساتھ یا چھوڑ دو، انہیں بھلائی کے ساتھ اور نہ روکو انہیں تکلیف دینے کی غرض سے، تاکہ زیادتی کرتے رہو''۔

عورتوں کے ساتھ اچھے برتاؤ کا مزید حکم دیتے ہوئے فرمایا گیا:

وَاِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَبَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَلَا تَعْضُلُوْهُنَّ اَنْ يَّنْكِحْنَ اَزْوَاجَهُنَّ اِذَا تَرَاضَوْا بَيْنَهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ ط

(پ۲، البقرہ، ۲۳۲)

''اور جب تم طلاق دیدو، عورتوں کو پھر وہ اپنی عدت پوری کرچکیں تو انہیں نہ منع کرو، کہ وہ اپنے خاوندوں سے نکاح کرلیں جبکہ رضامند ہوجائیں آپس میں بھلائی کے ساتھ''۔

(ماخوذ از ''اچھا برتاؤ'' القادری اسلامک پبلی کیشن، پاکستان، ہالینڈ، افریقہ)

☆☆☆

حضرت مفتی ظفر علی نعمانی انتقال فرماگئے (انا للہ وانا الیہ راجعون)

ابھی حضرت مفتی عبدالقیوم ہزاروی علیہ الرحمہ کی جدائی کا صدمہ تازہ تھا کہ ایک اور جان لیوا غم آ گیا۔ حضرت علامہ مفتی ظفر علی نعمانی صاحب بھی ہمیں داغ مفارقت دے گئے۔ مفتی ظفر علی نعمانی صاحب کی عمر ۸۸؍ برس تھی، وہ ۱۹۱۵ء میں اعظم گڑھ (بھارت) میں پیدا ہوئے۔ تعلیمی مراحل قیام پاکستان سے پہلے انڈیا میں طے کئے۔ تقسیم ہند کے ایک سال بعد کراچی میں دارالعلوم امجدیہ کی بنیاد رکھی جو آج اہلسنّت کا عظیم الشان ادارہ ہے۔ درس و تدریس آپ کا مشغلہ تھا، لیکن امور سیاست سے بھی غافل نہ تھے۔ آپ کی بھرپور سماجی، دینی اور سیاسی خدمات کے اعتراف میں آپ کو ۱۹۸۵ء میں سینیٹر منتخب کیا گیا۔ آپ مرکزی رویت ہلال کمیٹی کے چیئر میں بھی رہے۔ جب ۱۹۷۳ء کے آئین میں اسلامی نظریاتی کونسل کے قیام کا ذکر ہوا تو آپ کو اس میں شامل کیا گیا اور آپ نظریاتی کونسل کے رکن کے طور پر تین برس تک خدمات انجام دیتے رہے۔ ۲۰۰۲ء میں جب نظام مصطفیٰ پارٹی کا قیام عمل میں آیا تو آپ اس کے سینئر وائس پریزیڈنٹ منتخب ہوئے۔ اگرچہ آپ کافی عرصے سے علیل چلے آرہے تھے۔ لیکن آپ اپنی تمام تر علالت کے باوجود عوامی اجتماعات میں حتی الامکان شریک ہوتے رہے۔ دارالعلوم امجدیہ میں بھی آپ کی مصروفیات آپ کی علالت کے باعث متاثر ہوئیں لیکن بالکل ختم نہ ہوئیں تھیں دارالعلوم کا انتظام و انصرام اور دارالافتاء کی نگرانی آپ ہی کے ذمہ تھی۔ ۱۵/۱۶؍ دسمبر، ۱۹/۲۰ رمضان المبارک ہفتے اور اتوار کی درمیانی شب میں تقریباً ۲؍ بجے آپ کی طبیعت زیادہ ناساز ہوی، سینے میں شدید درد کی شکایت ہوئی، آپ کو فوری طور پر کارڈک سینٹر میں لے جایا گیا لیکن ڈاکٹروں کی تمام تر کوششوں کے باوجود طبیعت سنبھل نہ پائی۔ ۱۶؍ نومبر بروز اتوار صبح ۵؍ بجے آپ خالق حقیقی سے جاملے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

اتوار کے دن بعد از ظہر دارالعلوم امجدیہ میں آپ کا جنازہ ہوا، نماز جنازہ دارالعلوم کے شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد اسماعیل صاحب نے پڑھائی۔ ماہِ رمضان کے باوجود ہزاروں افراد نے آپ کے سفر آخرت کا نظارہ کیا اور آپ وہیں دارالعلوم امجدیہ میں آسودہ خاک ہوئے۔ آپ کے ہزاروں شاگرد دنیا کے مختلف گوشوں میں دین کی خدمت میں سرگرمِ عمل ہیں۔ ان کے علاوہ آپ نے اپنے پسماندگان میں دو بیٹے اور چھ بیٹیاں چھوڑی ہیں۔ ہم دعا گو ہیں کہ رب کائنات حضرت مفتی صاحب کے درجات بلند فرمائے، ان کی قبر کو جنت کا باغ بنائے، ان کے پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ اہلسنّت رفتہ رفتہ اکابر سے محروم ہوتے جارہے ہیں، قحط الرجال کا عالم ہے ایسے میں بقیۃ السلف شخصیات کی جدائی اور زیادہ رنج والم کا سبب ہوتی ہے۔ (ادارہ)

دینی تعلیم

علمائے دین کی نظر میں

حضرت مولانا مفتی محمد عبد القیوم ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ

﴿ گزشتہ سے پیوستہ ﴾

نظامِ تعلیم:

دینی تعلیم کا نظام، مذکورہ بالا اغراض و مقاصد کے پیشِ نظر رکھتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے ارشاد: لَوْلَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَائِفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوْا فِي الدِّيْنِ پر مبنی ہے۔

چونکہ آیۂ کریمہ میں ہر اجتماعی آبادی سے کچھ لوگ کو تفقہ فی الدین کے لئے سفر کی تنبیہ کی گئی ہے اس لئے دینی تعلیم کے اقامتی ادارے قائم کیئے گئے، تاکہ مختلف اطراف سے آئے ہوئے مسافر طلباء یہاں قیام کر کے تعلیم حاصل کریں جن کے لیے میزبانی کے فرائض خود استاد اور معلّم کو ادا کرنا ہوتے ہیں۔ اس نظام کا مقصد طلباء کو سفری صعوبتوں، بے سروسامانی اور استاد کی احسان مندی میں مبتلا کر کے دینی جد و جہد میں استقلال کا خوگر بنانا ہے۔

دوسرا یہ کہ علم دین صرف پڑھنے کا نام نہیں بلکہ اس تعلیم سے حاصل شدہ معرفت پر عمل پیرا ہونا اور اس معرفت کے تقاضوں کو پورا کرنا بھی ضروری ہے ورنہ علمِ غیر نافع کے بارے میں معلّم شریعت نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ عِلْمٍ لَا يَنْفَعُ

''اللہ تعالیٰ علم غیر نافع سے پناہ میں رکھے''

اس نظامِ تعلیم میں طلباء کو زیرِ نگرانی رکھ کر عملی تربیت دینا مقصود ہے۔ اسی حکمت کے پیشِ نظر رسولِ مقبول ﷺ نے مدینہ منورہ میں پہلا مدرسہ قائم فرما کر اس نظام کی بنیاد مہیّا فرمائی۔

طریقۂ تعلیم:

دینی علوم کی تعلیم کے لیئے مدارس میں یہ طریقہ کار رہے کہ ابتداء میں طلباء کو علوم آلیہ یعنی صرف نحو، لغت، منطق کی ابتدائی کتب زبانی یاد کرائی جاتی ہیں تا کہ یہ اصول و قواعد ان کو ازبر ہو جائیں، اسباق میں ان قواعد کا اجراء بھی ساتھ ساتھ کرایا جاتا ہے اس کے بعد ہر فن کی مشکل سے مشکل تر کتاب کی طرف تدریجاً طلبہ کو بڑھایا جاتا ہے۔ کتاب کو حل کرنے کا ملکہ پیدا کرنے کیلئے طلبہ کو پابند کیا جاتا ہے کہ وہ یومیہ اسباق کو حل کر کے آئیں، چنانچہ استاد اور شاگرد روزانہ ہر سبق کی تیاری کر کے اوقاتِ تدریس میں اس پر مذاکرہ کرتے ہیں جس میں اسباق کے لفظی و معنوی پہلوؤں پر کھل کر بحث کی جاتی ہے اس طرح ہر فن کی مشکل ترین اور قیل و قال سے بھرپور کتاب پر اس فن کی تدریس ختم کر دی جاتی ہے۔

اس طریقۂ تعلیم کا مقصد طلباء کے ذہنی گوشوں کو جلا بخشنا ہے اور ان کو باریک اور مشکل ترین مسائل کے حل کرنے کی استعداد فراہم کرنا ہے محض کتابوں سے مسائل یا ان پر قیل و قال ہرگز مقصود نہیں کیونکہ تعلیم و تعلّم میں علم بمعنیٰ ملکہ ہوتا ہے یہاں علم بمعنیٰ ادراک نہیں اور نہ ہی بمعنیٰ مسائل ہے کیونکہ اگر صرف ادراک مقصود ہو تو پھر ایک دو مسئلوں کے ادراک پر اس فن کا عالم قرار دینا ہوگا۔ اسی طرح مسائل مراد ہوں تو کتنے ہوں؟ اگر تمام مسائل ہوں تو یہ غلط ہے کیونکہ ہر فن

کے مسائل لامحدود ہیں جن کو محدود وقت میں حاصل کرنا ممکن نہیں، اور بعض مسائل بھی مراد نہیں ہو سکتے کیونکہ یہ بعض معلوم نہیں، لہٰذا تعلیم و تعلّم میں مقصد صرف ملکۂ واستعداد پیدا کرنا ہے جس سے پیش آمدہ مسائل کو حل کیا جاسکے۔

مدتِ تعلیم:

چونکہ اس تعلیم کا مقصد معینہ مسائل کا حصول نہیں تاکہ مدت کا تعین کیا جاسکے، یہاں تو حصولِ ملکہ واستعداد مقصود ہے اور فطری طور پر انسان کے قویٰ میں تفاوت ہے جس کی وجہ سے استعداد کے حصول میں وقت کا تفاوت لازمی ہے، تاہم آٹھ دس سال میں اکثر طلباء یہ استعداد حاصل کر لیتے ہیں۔

فضلاء کی اہلیت وصلاحیت:

کسی فاضل کی اہلیت و قابلیت معلوم کرنے کے لیے اس کا تعلیمی نصاب معلّم اور تعلیم گاہ کا ماحول معلوم کیا جاتا ہے۔ اگر نصاب فنون کا جامع، استاد، معلّمانہ خصوصیات کا حامل اور علوم وفنون کا ماہر ہو نیز درس گاہ کا ماحول پاکیزہ ہو، پھر طالب علم علمی استعداد حاصل کر چکا ہو اور دورانِ تعلیم قواعد وضوابط کی پابندی کا خوگر بن چکا ہو تو اس کی قابلیت میں کسی شک وشبہ کی گنجائش باقی نہیں رہتی۔ اب صرف میدان عمل میں اس کی صلاحیتِ کار کے لئے عملی تجربہ کی ضرورت ہے جو کہ معاشرتی ذمہ داریاں سونپ دینے پر موقوف ہے۔

دینی تعلیم کے فضلاء جس نصاب کو پڑھتے ہیں وہ جامع ہے۔ ان کے اساتذۂ کرام علوم وفنون میں ماہر ہوتے ہیں۔ دینی مدارس کی پاکیزہ ماحول میں تربیت حاصل کرتے وقت قواعد وضوابط کی پابندی بھی مسلّم ہے اس کے باوجود ان کی قابلیت واہلیت میں شک وشبہ غلط فہمی پر ہی مبنی ہوسکتا ہے، خصوصاً دینی تعلیم میں عملی تربیت کا علم ہوجانے پر اہلیت کا سوال بے معنی سا ہوجاتا ہے کسی بھی تعلیم کی اہم کامیابی یہ ہوتی ہے کہ اس کے فاضل حضرات خطرناک، اہم اور نازک ترین مواقع پر تعلیمی وتربیتی تقاضوں سے سرِمو انحراف نہ کریں، جس کا مظاہرہ دینی تعلیم کے فاضل دوصد (۲۰۰) سال سے کر رہے ہیں۔ انگریز کی آمد کے بعد اس نظامِ تعلیم اور اس کے حاملین کو نیست و نابود کرنے کی ہر ممکن کوشش کی گئی بلکہ ابھی تک یہ سلسلہ بدستور جاری ہے اور نہ جانے کب تک جاری رہے۔ اس کے باوجود الحمدللہ یہ نظامِ تعلیم اور اس کے عاملین زندہ ہیں، قائم و دائم ہیں۔ نیز ہر قسم کے مصائب وآلام ومشکلات کے باوجود اپنے مقدس مشن کو جاری رکھے ہوئے ہیں۔ اگر علماء کرام کی اہلیت معاشرتی ذمہ داریوں کے بارے میں معلوم کرنی ہو تو اس کے لیے ضروری ہے کہ ان کو معاشرتی ذمہ داریاں سونپی جائیں جبکہ یہی علماء کرام دوصدی قبل تک تمام معاشرتی ذمہ داریوں سے عمدہ طور پر عہدہ برآ ہونے کی اہلیت ثابت کر چکے ہیں جس پر تاریخ شاہد ہے پھر موجودہ دور میں بھی اس دینی تعلیم کے فضلاء کی اہلیتِ کار معلوم کرنی ہو تو مدارس کے عظیم الشان نظام کو ملاحظہ کیا جائے جن میں سینکڑوں طلبہ کی رہائش اور کُتب کا مفت انتظام، اساتذہ اور دیگر عملہ کے اخراجات کے علاوہ تعمیرات، لائبریریاں، وسیع کتب خانے، تحقیق وتالیف، نشر واشاعت کتب و جرائد غرضیکہ مدرسہ کیا ہے ایک مملکت ہے جسے ایک عالم دین اپنی علمی سیاسی اور انتظامی بصیرت سے چلاتا ہے، جبکہ ابتداً خالی ہاتھ، کھلی جگہ، نہ کمرہ نہ دیوار مگر طلبہ اور ان کی تعلیم کی ذمہ داریوں کا بوجھ اپنے پختہ عزم کے کندھوں پر ڈالے بیٹھ جاتا ہے اور دیکھتے ہی دیکھتے چند سال بعد وہاں ایک جہاں آباد ہوتا ہے۔ اس طرح دینی تعلیم کے فاضل حضرات کی سیاسی اور قائدانہ صلاحیت بھی اظہر من الشّمس ہے انگریز اور ہندو کے خلاف تمام تحریکوں میں قیادت، تحریکِ آزادی اور آزادی کے بعد جتنی تحریکیں چلیں، ان کا مطالعہ اور مشاہدہ بھی علماء کرام کی اہلیت کا اور ان کی بصیرت کا بیّن ثبوت ہے۔ (جاری ہے)

بچوں کا معارف

شمائل النبی ﷺ

ترتیب و پیشکش: سید وجاہت رسول قادری

پیارے بچو! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

آج ہم تمہیں حضور اکرم ﷺ کے شمائل کے بارے میں مختصراً کچھ بتائیں گے۔ حضور سید عالم ﷺ کے اوصاف واخلاق کے بیان کو شمائلِ نبی کہتے ہیں۔ میلاد النبی ﷺ ہم اسی لیئے منعقد کرتے ہیں کہ ہمیں آقاؤ مولیٰ ﷺ کے اوصاف واخلاق کا پتہ چلتا ہے۔ بلاشبہ ہمارے آقا محمد مصطفیٰ ﷺ ایک انسان ہیں، مگر کوئی بشر ان کا ہمسر نہیں ہوسکتا۔ آپ ﷺ خیر البشر ہیں، تمام انسانوں کی نسبت نسب میں سب سے اچھے اور صورت وسیرت میں سب سے کامل ہیں آپ ﷺ کے کردار اور ذاتِ مبارکہ کو اللہ تعالیٰ نے اپنا کامل نمونہ اور معیار قرار دیکر اس کی مکمل پیروی کا حکم دیا ہے۔ آپ ﷺ پر اللہ تعالیٰ کی وحی آئی، اللہ تعالیٰ نے آپ کو بواسطۂ حضرت جبرئیل علیہ السلام اور کبھی براہ راست ہم کلامی کا شرف عطا فرمایا۔ آپ ﷺ کو محض بشر یا اپنا جیسا بشر کہہ کر پکارنا یا لکھنا بہت بڑی گمراہی اور گستاخی ہے اور اگر حضور اکرم ﷺ کی توہین کی نیت سے ہو تو کفر ہے۔ خالق و مالک نے سب سے پہلے آپ کے نور کو ہر چیز سے پہلے پیدا فرمایا، آپ کے دونوں شانوں کے درمیان نبوت کی مہر ہے۔ آپ لوگوں میں سب سے خوبصورت، میانہ قد کے، نہ تو بہت لمبے نہ پستہ قد تھے، بلاضرورت آپ کلام نہیں فرماتے آپ جوامع الکلم تھے۔ یعنی مختصر الفاظ بولتے لیکن وہ الفاظ اپنے ایک وسیع معنی رکھتے۔ آپ ﷺ کھل کھلا کر نہیں ہنستے البتہ صرف تبسّم فرماتے اور حق بات کے سوا کچھ نہ کہتے۔ آپ جو کچھ فرماتے حکمِ الٰہی سے فرماتے۔ اپنی مرضی سے کچھ نہ بولتے۔ آپ کے لعاب دہن، پسینہ، موئے مبارک (بال شریف) بدنِ اطہر ہر ایک میں بے شمار برکات اور معجزات تھے۔ اسی وجہ سے بہتیرے لوگ آپ کے محض مس فرمانے (چھولینے) سے شفایاب ہوئے اور بہت سے آپ کے لعاب دہن سے تندرست ہوگئے، صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم، آپ کے موئے مبارک سے شفا حاصل کرتے تھے، آپ کا پسینۂ مبارک مشک وعنبر سے بھی زیادہ خوشبودار تھا۔ آپ کو ان چیزوں کا علم تھا جو دوسروں کے لئے غیب ہوتا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو دنیا اور اس کائنات کی پیدائش سے لے کر قیامت بلکہ اس کے بعد کے تمام واقعات احوال اور حقائق کا علم عطا فرمایا اور اس کا مشاہدہ بھی کرادیا۔

اچھے بچو! یہی وجہ ہے کہ قرآن مجید میں متعدد جگہ پر ہمارے پیارے نبی اکرم ﷺ کو رب کریم نے ''شاھد'' کے پیارے لقب سے یاد فرمایا ہے۔ لہٰذا آپ ان چیزوں کا مشاہدہ فرماتے تھے (دیکھ لیتے

تھے اور پہچان بھی لیتے تھے) جنہیں عام نگاہیں نہ دیکھ سکتی تھیں، آپ ان باتوں کو سن لیتے تھے جنہیں عام کان نہیں سن سکتے۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے آپ کی اس خصوصیت کا ذکر ان الفاظ میں فرمایا:

اُذُنُ خَيْرٍ لَّكُمْ

اے میرے محبوب کے غلامو! وہ تمہاری بھلائی کیلئے سنتے ہیں

بعد وصال بھی اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کے جسم اطہر کو حیات ابدی عطا فرمادی اور وہ آج بھی اپنے غلاموں کی التجاؤں اور صلوٰۃ وسلام کو قبرِ انور میں سنتے ہیں اور ان کے لئے بارگاہِ الٰہی میں دعا کرتے ہیں اور صلوٰۃ وسلام کا جواب عطا فرماتے ہیں، آپ حضرت جبرئیل علیہ السلام کو دیکھ لیتے تھے اور جس صورت میں آتے پہچان لیتے تھے۔ جبکہ اور لوگ انہیں نہیں دیکھ پاتے تھے اور نہ ان کی بات سن سکتے تھے، حالانکہ لوگ وحیِ الٰہی کے نزول کے وقت حضور اکرم ﷺ کے اردگرد ہوتے۔

آپ ﷺ نے جنت کی خبر دی اور دوزخ کے احوال بیان فرمائے، قبر میں کیا ہوگا اس کا بھی ذکر فرمایا۔ آپ ﷺ نے زمین کے نیچے کی باتیں بھی بتائیں اور آسمان کے اوپر کی بھی۔ آپ کا علم ساری کائنات سے بڑھا ہوا ہے اور کوئی بھی آپ کا مقابلہ نہیں کرسکتا۔

پیارے بچو! یاد رکھو اصل علم تو اللہ تعالیٰ ہی کے پاس ہے لیکن وہ اپنے مخلص بندوں میں سے جسے چاہے چن لیتا ہے پھر انہیں علم سے نوازتا ہے۔ تو اس نے اپنے محبوب ترین مخلص بندے سیدنا مولانا محمد رسول اللہ ﷺ کو سب سے زیادہ علوم عطا فرمائے اور کائنات ارضی وسماوی کی ہر چیز کا مشاہدہ بھی کروادیا۔

عزیز بچو! اس موقع پر ہم بھی اپنے آقا ومولیٰ سیدنا حضور اکرم ﷺ پر بحکم قرآنی درود وسلام کا نذرانہ پیش کرتے ہیں، تم بھی ہمارے ساتھ پڑھو اس کو زبانی یاد کرلو اور ہمیشہ یہ مختصر درود وسلام پڑھتے رہا کرو:

صَلَّى اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ وَاٰلِهٖ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمُ صَلٰوةً وَّ سَلَاماً عَلَيْكَ يَاسَيِّدِيْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ۔

فقہ حنفی پر پی. ایچ. ڈی کے متمنی اسکالرز کیلئے نادر موقع

جو اسکالرز فقہ حنفی کے کسی عنوان پر پی. ایچ. ڈی کیلئے رجسٹریشن کروانا چاہتے ہیں ان کیلئے بہترین موقع یہ ہے کہ وہ چودھویں صدی ہجری کے عظیم فقہی شاہکار اور انسائیکلو پیڈیا آف اسلامک اسٹیڈیز، فتاویٰ رضویہ، مصنفہ فقیہ اسلام امام احمد رضا خان بریلوی علیہ الرحمۃ سے موضوع کا انتخاب کریں چونکہ اس مجموعہ فتاویٰ پر ابھی کسی دنیا کی یونیورسٹی میں کام نہیں ہوا۔

جناب واجد حسین شاہ چکوال نے اس سلسلے میں چند اہم عنوانات کی نشاندھی کی ہے جو ہم ان کے شکریہ کے ساتھ ذیل میں درج کررہے ہیں۔ اگر یہ تحقیقی مقالہ عربی میں ہو تو اس سے عرب دنیا میں امام احمد رضا کے علمی مقام کا صحیح تعارف ہوسکے گا۔ موضوعات (فتاویٰ رضویہ، مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن لاہور)

۱..... فتاویٰ رضویہ، تحقیقی وتجزیاتی مطالعہ ج ۱ تا ۶
۲..... فتاویٰ رضویہ، تحقیقی وتجزیاتی مطالعہ ج ۷ تا ۱۳
۳..... فتاویٰ رضویہ، تحقیقی وتجزیاتی مطالعہ ج ۱۳ تا ۲۰
۴..... فتاویٰ رضویہ، تحقیقی وتجزیاتی مطالعہ ج ۲۱ تا ۲۵
۵..... فتاویٰ رضویہ، تحقیقی وتجزیاتی مطالعہ ج ۲۶ الی آخر
۶..... فقہ حنفی کے دور آخر کے مجموعہ فتاویٰ میں فتاویٰ رضویہ کا مقام اور فقہ حنفی کے فروغ میں اس کا حصہ۔
۷..... فتاویٰ رضویہ کے مصادر
۸..... فتاویٰ رضویہ کا لغوی جائزہ
۹..... علم حدیث اور فتاویٰ رضویہ
۱۰..... فتاویٰ رضویہ کی روشنی میں اسلامی فکر کی تجدید
۱۱..... تحریک آزادی ہند فتاویٰ رضویہ کی روشنی میں
۱۲..... فتاویٰ ابن تیمیہ اور فتاویٰ رضویہ کا تقابلی جائزہ

(واضح ہو کہ فتاویٰ ابن تیمیہ ۳۷ جلدوں میں مارکیٹ میں دستیاب ہے)

ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا کے جنرل سیکریٹری پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری، درج بالا عنوان پر پی. ایچ. ڈی/ ام فل کرنے والے اسکالرز کے ساتھ ہر طرح سے تعاون کریں گے۔ متمنی حضرات ڈاکٹر صاحب سے ادارۂ ھذا کے پتہ پر بالمشافہ یا خط کے ذریعہ رابطہ کریں۔

مرتب: علامہ سید آل حسنین میاں قادری برکاتی*

آنکھوں کا تارانام محمد

﴿۶۱﴾ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی ٹوپی میں حضور اقدس ﷺ کا موئے مبارک تھے جسے پہن کر وہ جنگ کرتے تھے۔

﴿۶۲﴾ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس سرکار دو عالم ﷺ کا جبۂ مبارک تھا جسے دھوکر بیماروں کو دوا کے طور پلاتی تھیں۔

﴿۶۳﴾ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے گھر صحابہ کرام کی دعوت تھی۔ کپڑے کا دسترخوان لایا گیا جو بہت میلا تھا۔ آپ نے وہ دسترخوان بھڑکتے ہوئے تنور میں ڈال دیا۔ میل جل گیا۔ دسترخوان کے کپڑے کے تار تک گرم نہ ہوئے۔ حاضرین نے پوچھا اے صحابی رسول! آگ میں یہ کپڑا کیوں نہ جلا اور صاف کیسے ہوگیا؟ آپ نے فرمایا ایک دن نبی کریم ﷺ نے اس دسترخوان سے اپنا ہاتھ اور منہ پونچھ لیا تھا اس دن سے آگ اسے نہیں جلاتی۔

﴿۶۴﴾ حضور اقدس ﷺ کے پاس ایک بوریا تھا جسے موڑ کر آپ اسے حجرے کی وضع پر بنالیتے تھے اسی میں نماز پڑھتے تھے اور دن میں اسی کو بچھا کر اس پر تشریف فرما ہوتے تھے۔

﴿۶۵﴾ حضور اقدس ﷺ کے پاس تین تلواریں تھیں ایک کا نام ذوالفقار، دوسری کا نام ماثور اور تیسری کا نام بتار تھا۔

﴿۶۶﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! میری اور دیگر انبیاء کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی محل ہو جس کی کل تعمیر نہایت خوبصورت ہوئی ہو صرف ایک اینٹ کی جگہ خالی چھوڑ دی گئی ہو۔ دیکھنے والے اس کو گھوم پھر کر دیکھتے ہوں۔ ان کو عمارت دیکھ کر تعجب ہوتا ہو لیکن اس ایک اینٹ کی جگہ خالی ہونے سے خوب صورتی کی تکمیل نہ ہوتی ہو۔ بس یہی صورت میری ہے۔ میں نے ہی اس خالی جگہ کو پر کیا ہے۔ مجھ سے ہی اس عمارت کی تکمیل ہوئی ہے اور مجھ پر ہی پیغمبروں کا سلسلہ ختم ہوا ہے۔ بعض روایات میں ہے میں ہی وہ اینٹ ہوں اور میں خاتم الانبیاء ہوں۔

﴿۶۷﴾ حضور ﷺ نے فرمایا! اللہ تعالیٰ نے اپنے پاس لکھ رکھا ہے کہ میں خاتم الانبیاء ہوں اور میرا خاتم النبیین ہونا خدا نے اس وقت لکھ دیا تھا جب آدم علیہ السلام پانی اور مٹی کی درمیانی حالت میں تھے اور اب میں تم کو اپنی ابتدائی حالت کے بارے میں خبر دیتا ہوں؛ میں ابراہیم علیہ السلام کی دعا ہوں اور اپنی ماں کا وہ خواب ہوں جو وضع حمل کے وقت انہوں نے دیکھا تھا کہ ان کے اندر سے ایک نور نکلا تھا جس سے شام کے محلات جگمگا اٹھے تھے۔

﴿۶۸﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میرے لیے خدا سے وسیلہ کی خواستگاری کرو۔ صحابہ نے

*(سجادہ نشین: آستانۂ عالیہ قادریہ برکاتیہ نوریہ، مارہرہ مطہرہ، انڈیا)

عرض کیا یا رسول اللہ! وسیلہ کیا چیز ہے؟۔ فرمایا: جنت میں سب سے بڑا مرتبہ ہے جو صرف ایک آدمی کو ملے گا اور مجھے امید ہے کہ وہ ایک آدمی میں ہی ہوں گا۔

﴿۶۹﴾ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا قربانی میرے لیے فرض کر دی گئی ہے اور تمہارے اوپر فرض نہیں کی گئی اور بطور وجوب چاشت کی نماز کا مجھے حکم دیا گیا ہے مگر تم کو نہیں دیا گیا۔

﴿۷۰﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے مجھے خواب میں دیکھا اس نے مجھی کو دیکھا کیونکہ شیطان میری صورت نہیں بن سکتا۔

﴿۷۱﴾ حضور اکرم ﷺ کی مزار اقدس پر روز صبح ستر ہزار فرشتے حاضر ہوتے ہیں، پر بچھاتے ہیں، استغفار کرتے ہیں، شام تک درود شریف پڑھتے ہیں، شام کو آسمان پر چڑھ جاتے ہیں اور دوسرے فرشتے اترتے ہیں اور اسی طرح صبح تک رہتے ہیں۔ تا قیامت یہ سلسلہ چلتا رہے گا۔ جب قیامت کا دور ہوگا حضور ﷺ ستر ہزار فرشتوں کے جلو میں باہر تشریف لائیں گے

﴿۷۲﴾ حضور اقدس ﷺ کو چونتیس بار معراج روحانی ہوئی۔

﴿۷۳﴾ رسول خدا ﷺ فرماتے ہیں کہ جو شخص میرا نام لکھ کر اس کے آگے ﷺ لکھ دیتا ہے تو جب تک وہ تحریر باقی رہے گی، فرشتے اس کے لیے مغفرت طلب کرتے رہیں گے۔ (ﷺ)

﴿۷۴﴾ سرور عالم ﷺ کے غسل مبارک کا پانی چار شیشوں میں بھر کر ایک شیشہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے لیا، ایک حضرت میکائیل علیہ السلام نے ایک اسرافیل علیہ السلام نے ایک حضرت عزرائیل علیہ السلام نے لیا۔ عزرائیل نزع کے وقت مومنوں کے منہ میں اس میں سے ایک قطرہ ڈال دیتے ہیں اس سے موت کی سختی میں آسانی ہو جاتی ہے۔ میکائیل منکر نکیر کے سوال کے وقت ایک قطرہ ڈال دیتے ہیں اس سے جواب میں سہولت ہوتی ہے۔ اسرافیل قیامت کے دن ایک قطرہ چہرے پر چھڑک دیں گے اس سے احوال قیامت سے امن ملے گا اور جبرئیل علیہ السلام دیدار الٰہی ہوتے وقت ایک قطرہ آنکھوں میں ڈال دیں گے اس سے مومنوں کی آنکھوں کو جمال بلا کیف اور دیدار خداوندی کے مشاہدے کی طاقت حاصل ہو جائے گی۔

﴿۷۵﴾ حضرت ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس رسول اکرم ﷺ کے کچھ سرخ رنگ کے بال تھے جو ایک ڈبیہ میں رکھے ہوئے تھے۔ لوگ ان بالوں سے نظر بد اور دوسری بیماریوں کا علاج کرتے تھے۔

﴿۷۶﴾ حضور اقدس ﷺ نے مشہور پہلوان رکانہ کیساتھ کشتی لڑی اور اسے کئی بار پچھاڑا۔

﴿۷۷﴾ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں جو جماعت کسی مجلس سے مجھ پر درود پڑھے بنا اٹھ کھڑی ہوئی وہ گویا کسی مردار جانور کی سڑی ہوئی لاش کے پاس سے اٹھی ہے۔

﴿۷۸﴾ حضور علیہ السلام کے ترکش کا نام کافور تھا۔

﴿۷۹﴾ ابراہیم نخعی ایک فقیہ کے شاگرد تھے۔ لوگوں نے ان کے مرنے کے بعد انہیں خواب میں دیکھا کہ مجوسیوں کی ٹوپی سر پر رکھے ہوئے ہیں۔ لوگوں نے پوچھا تو فقیہ نے جواب دیا کہ جب مصطفیٰ ﷺ کا اسم شریف آتا، میں درود شریف نہ پڑھتا اسی کی نحوست سے معرفت اور ایمان سلب کر لیا گیا۔

﴿۸۰﴾ علماء کا قول ہے کہ دنیا و آخرت کے تمام پانیوں سے افضل و مقدس وہ پانی ہے جو حضور اقدس ﷺ کی انگلیوں سے نکلا حتیٰ کہ آب زمزم سے بھی۔

(جاری ہے)

آپ کا معارف

فروغ رضویات کے حوالے سے اہم تحقیقی و تصنیفی پیش رفت

﴿علامہ مولانا غلام جابر مصباحی﴾

فاضل نوجوان علامہ مولانا غلام جابر مصباحی حفظہ اللہ الباری نے ۱۹۹۷ء میں ''امام احمد رضا کی مکتوب نگاری'' کے عنوان پر مگدھ یونیورسٹی بہار (انڈیا) سے پی.ایچ.ڈی کیلئے رجسٹریشن کروایا سن ۲۰۰۳ء اگست میں اپنی تھیسس مکمل کی اور یونیورسٹی میں پی.ایچ.ڈی کی سند کے اجراء کیلئے جمع کروادیا اس ۶رسال کے دوران برصغیر پاک و ہند کے طول وعرض میں مختلف سفر کیئے۔ اس فاضل نوجوان پر فیضان رضا کچھ اس طرح جاری ہوا کہ گذشتہ سال میں نہ صرف اس نے ۴۴۰رصفحات پر مشتمل اپنا پی.ایچ.ڈی کا مقالہ مکمل کیا بلکہ اس کے علاوہ ۱۸رعدد مزید کتب تصنیف و تالیف کیں، جو ''رضویات'' کے مطالعہ اور اس پر تحقیق کے حوالے سے نہایت اہم، بنیادی مآخذ سے لبریز اور نئی دریافت یا بازیافت کی حیثیت رکھتی ہیں۔ ان تالیفات کی تفصیل خود انہی کی زبانی ملاحظہ ہو۔

خط بنام فخرِ بزم اہل سنن ماہر رضویات پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد مدظلہ العالی، امید گہیہ من فضیلۃ الشیخ العلام الدکتور الموقر حفظہم اللہ تعالیٰ۔

ابھی چھ آٹھ دن پہلے کچھ ضروری کاغذات مع مکتوب ارسال کر چکا ہوں۔ وعدہ کے مطابق اس میں دیگر کتابوں کی تفصیلات درج کرتا ہوں۔

۱---امام احمد رضا کی مکتوب نگاری، مقالہ P.hd چار سو صفحہ کتابت شدہ مبیضہ موجود ہے۔

۲---کلیات مکاتیب رضا: تین جلدیں، متنِ خطوط امام احمد رضا، اول دو جلدوں کی کتابت ہوچکی ہے گئے رمضان میں ایک معاون نے وعدہ کیا تھا۔ اب وہ ڈھیلے پڑ گئے ہیں۔ خدا کرے وہ اپنا وعدہ ایفا کرے تو میری محنت وصول ہوگی اور اہلسنّت پر علماء احسان ہوگا۔ اس کی بھی اجمالی فہرست حاضر کر رہا ہوں۔ اس پر بھی آپ کے رسمات و تاثرات بصورت مقدمہ لازماً مطلوب ہے۔

۳---خطوطِ مشاہیر بنام امام احمد رضا: دو جلدیں اس میں قریب ساڑھے چھ سو خطوط جمع کیئے گئے ہیں، یہ ایک علمی و ادبی جہان ہے، جہاں امام احمد رضا اپنا علمی دربار سجائے بیٹھے ہیں اور ساری دنیا کے کجکلاہانِ علم ان سے اپنی تشنگی بجھا رہے ہیں۔ وقیع مواد ہے، مبیضہ موجود ہے۔

۴---حیات رضا کی جہتیں: اسّی فی صد مواد نیا اور کنوارا۔ نئی جہتیں، نئے نئے حقائق سامنے لائے گئے ہیں،

۵---مسئلہ اذان ثانی جمعہ: ایک تحقیقی مطالعہ، اس موضوع پر جب سے اب تک جتنی کتابیں شائع ہوئی ہیں، قریب سب کا جائزہ، ہر اصل مسئلہ کی وضاحت، اسبابِ اختلاف کا حقیقی رخ اور ان کا پس

منظر، پھر پورے عالم اسلام کے علماء و مشائخ جوان کے ہمعصر تھے، کی تائیدات، تقریظات اور تحریرات، موقفِ رضا کی حمایت میں ایک علمی و تاریخی بحث پر گویا حرف آخر، ۳۵۰ رصفحات۔

۶ ---- ندوۃ العلماء؛ ایک تجزیاتی مطالعہ، تحریک ندوہ کا وہ اہم باب جواب تک محققین کی نظروں سے اوجھل رہا۔ نا معلوم حقیقتیں اور صداقتیں معروضی انداز میں پہلی بر منظر عام پر، ۳۰۰ صفحات۔

۷ ---- شخصیات و مکتوبات؛ دو جلدیں، بیشتر معاصرین امام احمد رضا اور کچھ دیگر علماء و ادباء کے خطوط و مکتوبات مع مختصر تجزیہ و سوانح اختلافی امور اور سیاسی و سماجی مسائل پر ایک علمی و تاریخی مرقع، ۱۲۰۰ ر صفحات۔

۸ ---- تین تاریخی بحثیں؛ صدر الافاضل مولانا نعیم الدین مراد آبادی اور قاضی عبدالوحید فردوسی عظیم آبادی کے حوالہ سے ایک Undisclosed File جو عرصہ مدید کے بعد اب کھلیگی، ۲۰۰ سو صفحات۔

۹ ---- اسفارِ امام احمد رضا، ایک علمی روحانی اور دستاویزی سفر نامہ، چلتی پھرتی تصویروں کا ایک حسین البم، ۴۰۰ صفحات،

۱۰ ---- تقریظات امام احمد رضا، مطبوعہ وغیرہ مطبوع تقاریظ کا مجموعہ مع مختصر تاریخ تقریظ نگاری و تبصرہ،

۱۱ ---- حکایاتِ امام احمد رضا؛ رضا کے زبان و قلم سے بیان کی گئی حکایتیں اور مستند قصص و امثال؛

۱۲ ---- مواعظِ امام احمد رضا؛ رضا کے تقریری پروگرام، موضوعات و اوقات و مقالات مع تفصیل و تبصرہ،

۱۳ ---- امام احمد رضا؛ آداب و القاب کے آئینے میں، موصولہ و مرسلہ اور مکتوبہ القاب و آداب مع مختصر تاریخِ القاب نگاری اور مرسلہ القاب نگاروں کی مختصر سوانح و مقام و مرتبہ۔

۱۴ ---- چشم و چراغ خاندانِ برکات؛ شاہانِ مارہرہ کی نگاہ میں رضا کا مرتبہ و مقام اور رضا کے دل میں شاہانِ مارہرہ کی قدر و قیمت مع اصل سند مکتوبہ سید شاہ آل رسول و سید شاہ ابوالحسین نوری میاں مارہروی۔ قدس سرھما

۱۵ ---- تاج العلماء، حیات و خطوط؛ سید شاہ محمد میاں مارہروی علیہ الرحمۃ کے حوالے سے نئی معلومات مع مکتوبات۔

۱۶ ---- تاج الفحول، حیات وخطوط؛ مولانا شاہ عبدالقادر بدایونی علیہ الرحمۃ کے حوالے سے نیا مواد نئی باتیں، نہ تاج الفحول نمبر میں موجود، نہ محققین کی تحریروں میں دستیاب، بالکل پہلا قدم۔

۱۸ ---- قاضی عبدالوحید، حیات و خطوط؛ قاضی عبدالوحید فردوسی عظیم آبادی کی زندگی اور مجاہدانہ سرگرمیوں کی پوشیدہ روداد، ایک نظریاتی بحث کا ایک اہم ترین باب۔

۱۹ ---- برصغیر میں مذہبی اختلافات اور ان کا سد باب؛ ایک تاریخ، امت مرحومہ کے لئے ایک رستا ہوا ناسور، اس کا علاج و حل اور ایک دردمندانہ اپیل مع اول و آخر اختلاف و انتشار کا معروضی جائزہ۔

محبوب الہٰ! میری پنج سال محنت و لگن، ہند و پاک کا سفر، تلاش و جستجو، مطالعہ و تجربہ اور ذاتی اخراجات کا یہ نچوڑ ہے جو مذکورہ کتابوں کی صورت میں ہے، مجموعی صفحات چھ ہزار (۶۰۰۰) ہیں۔ بیشتر کتابیں تبیض ہو چکی ہیں، کم ہی مسودہ کی شکل میں ہیں۔ میرے سفر و تلاش سے جو نوادرات و مخطوطات کا علمی سرمایہ ہاتھ لگا ہے وہ

نہایت قیمتی و نادر ہے کہ کم از کم ہندوستان میں مارہرہ کو چھوڑ کر شاید کہیں یکجا اتنا مواد موجود ہو۔ دن رات نئے نئے عناوین ذہن پر اترتے ہیں مگر ایک بے وسائل ناآسودہ حال شخص کے لئے کیونکر ممکن کہ وہ یکسو ہو کر کھنڈرات کھودے، سمندروں کی تہیں کھنگالے، پھر سلیقہ سے موتی اور جواہرات اہل علم کی میز پر بجائے۔

تاحال جو کچھ بھی ہوا ہے، میرے جنون کا نتیجہ ہے میرے والدین کی قربانیاں ہیں کہ میں پانچ سالوں سے اپنی تنخواہ سمیت بھیک مانگ کر کام کرتا رہا ہوں اور میرے والدین حسب سابق میرے اہل وعیال کی تربیت و پرورش کرتے رہے نہ کبھی ٹوکا، نہ کبھی پیسوں کی فرمائش کی۔ خدا انہیں جزائے خیر دے اور مزید ایثار پسند بنائے، آمین۔

ارض پاکستان میں جو مجھے پیار ملا، علمی روایت نظر آئیں، وہ کبھی بھول نہیں سکتا، بالعکس یہاں کانٹے ہی کانٹے زخم ہی زخم اور رکاوٹیں ہی رکاوٹیں، کہیں علاقائی عصبیت، کہیں لسانی حدود، کہیں خانقاہی مشاجرات اور کہیں معاصرانہ چشمک، دو چار مخلص ہوں تو ہوں ورنہ سب کے سب ایک ہی حمام میں ننگے۔ تاہم یہ سارا کام ہو گیا۔ جو محض میری جنون خیزی وجاں کا ہی فضل الٰہی، کسی کا فیضانِ نظر اور آپ کی مخلصانہ مشورت و رہنمائی کا ثمرہ ہے۔ اخلاص ہی میری پونجی ہے۔ خدا اور حبیب خدا کی رضا و خوشنودی کے حصول کی خواہش میں یہ خوش کن نتائج سامنے آئے ہیں۔

اب مسئلہ ہے، سلیقہ مندی سے طباعت واشاعت کا، یہی ایک مسئلہ ہے جو میری طاقت اور وسائل سے باہر ہے۔ مناسب مشورے کا طالب ہوں۔

''کلیات مکاتیب رضا'' کی دو جلدوں کی اجمالی فہرست پیش خدمت ہیں، بعد مطالعہ اصلاح و ترمیم فرما سکتے ہیں۔ دونوں جلدوں میں تقریباً ساڑھے تین سو خطوط جمع ہوئے ہیں۔ کچھ کم سو تو وہی ہیں جو عام طور پر مطبوع و موجود ہیں۔ یونہی قریب سو فتاویٰ رضویہ سے ماخوذ ہیں۔ بقیہ مخطوطات ہیں، پرانی کتابوں، رسالوں اور اخباروں سے اخذ کیئے گئے ہیں۔ اس میں الطاری الداری کے خطوط شامل نہیں کہ انکی اشاعت اب میری نگاہ میں معیوب ہے۔ اس پر بھی آپ کا وقیع و عظیم مقدمہ مطلوب ہے۔ جو روحِ کتاب کی وکالت کر سکے۔ واضح رہے کہ ہندوستان میں اب تک نہ کسی کو ان کتابوں کی تفصیل بتائی ہے، نہ کسی سے کچھ لکھنے کی اپیل کی ہے۔ حالات کی تلخی نے مجھے مہر لبان کر رکھا ہے۔ اپنی خاص دعاء میں شامل رکھیں اپنے احوال اور نئی مطبوعہ کتب سے نوازیں، اگر زحمت نہ ہو تو، کہ آپ کو زحمت دنیا یک پل بھی مجھے گوارا نہیں۔ البتہ جواب خط و مقدمہ کا بشدت انتظار رہے گا۔ حضرت علامہ سید وجاہت رسول قادری اور ڈاکٹر مجید اللہ قادری کی خدمت میں بشرط یاد سلام عرض ہے۔

تواریخ عرس ووصال

حضرت سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ	-----	۱۷رشوال ۳ھ
حضرت خواجہ اویس قرنی رضی اللہ عنہ	-----	۷رشوال ۳۹ھ
حضرت امام محمد بن اسماعیل بخاری رضی اللہ عنہ	--	۹رشوال ۲۵۰ھ
حضرت امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ	----	یکم شوال ۶۰۸ھ
حضرت خواجہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ	-----	۵رشوال ۶۸۷ھ
حضرت شیخ مصلح الدین سعدی رحمۃ اللہ علیہ	----	۵رشوال ۶۹۰ھ
حضرت امیر خسرو دہلوی رحمۃ اللہ علیہ	-----	۱۷رشوال ۷۲۵ھ
شاہ عبد العزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ	-----	۷رشوال ۱۲۳۹ھ
علامہ نور محمد صاحب منڈی وار برٹن	-----	یکم شوال ۱۴۰۸ھ

امام احمد رضا پر پی .ایچ. ڈی مقالات کی فہرست

نام اسکالر	عنوان	یونیورسٹی	رجسٹریشن	تاریخ داخلہ	تاریخ منظوری	تاریخ اجراء سند
ڈاکٹر حسن رضا خان	فقیہ اسلام	پٹنہ، انڈیا			۱۹۷۹ء	
ڈاکٹر (مسز) اوشا سانیال	Devotional Islam & Politics In Birhtish India (Ahmad Raza Khan Berielvi and his Movement 1870-1920)	کولمبیا یونیورسٹی، نیویارک			۱۹۹۰ء	
سید جمال الدین	اعلیٰ حضرت محمد احمد رضا خان اوران کی نعت گوئی	ڈاکٹر ہری سنگھ گور ویشاودھیالہ یونیورسٹی ساگر، ام. پی، انڈیا	۳/۱۰/۱۹۸۵	۶/۱۲/۱۹۹۱ء	۲۷/۳/۱۹۹۲	
ڈاکٹر طیب علی رضا	امام احمد رضا خان- حیات وکارنامے	ہندو یونیورسٹی بنارس، انڈیا			۱۹۹۳ء	
پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری	کنز الایمان اور دیگر معروف اردو قرآنی تراجم کا تقابلی جائزہ	جامعہ کراچی، کراچی			۱۹۹۳ء	۶/۱۱/۱۹۹۳
پروفیسر ڈاکٹر حافظ عبدالباری صدیقی	امام احمد رضا خان بریلوی کے حالات افکار، اور اصلاحی کارنامے (سندھی)	سندھ یونیورسٹی، جامشورو			۱۹۹۳ء	
ڈاکٹر عبدالنعیم عزیزی	اردو نعت گوئی اور فاضل بریلوی	روہیل کھنڈ یونیورسٹی، بریلی شریف			۱۹۹۴ء	۲۵/۲/۱۹۹۶
ڈاکٹر سراج احمد بستوی	مولانا احمد رضا خان بریلوی کی نعتیہ شاعری	کانپور یونیورسٹی، انڈیا			۱۹۹۵ء	۱۰/۳/۱۹۹۵ء
مولانا امجد رضا قادری	امام احمد رضا کی فکری تنقیدیں	ویرکنور سنگھ یونیورسٹی، آرہ، بہار انڈیا	۲۳/۱۲/۱۹۹۵		۱۹۹۸ء	
پروفیسر ڈاکٹر انور خان	مولانا احمد رضا بریلوی کی فقہی خدمات	سندھ یونیورسٹی، جامشورو			۱۹۹۹ء	

امام احمد رضا پر پی. ایچ. ڈی مقالات کی فہرست

نام اسکالر	عنوان	یونیورسٹی	رجسٹریشن	تاریخ داخلہ	تاریخ منظوری	تاریخ اجراء سند
مولانا غلام مصطفیٰ نجم القادری	امام احمد رضا کا تصور عشق	میسور یونیورسٹی، انڈیا			۲۰۰۲ء	۲۰۰۲/۱۲/۳۱ء
غلام غوث قادری	امام احمد رضا کی انشاء پردازی	رانچی یونیورسٹی، بہار			۲۰۰۳/۳/۱۱ء	
رضاء الرحمٰن عاکف سنبھلی	روھیلکھنڈ کے نثری ارتقاء میں مولانا احمد رضا خاں کا حصہ	روھیلکھنڈ یونیورسٹی بریلی، انڈیا			اکتوبر ۲۰۰۳ء	

امام احمد رضا پر داخل شدہ پی. ایچ. ڈی مقالات کی فہرست

نام اسکالر	عنوان	یونیورسٹی	رجسٹریشن	تاریخ داخلہ	تاریخ منظوری	تاریخ اجراء سند
مولانا منظور احمد سعیدی	مولانا احمد رضا خان کی خدمت علوم حدیث کا تحقیقی اور تنقیدی جائزہ	جامعہ کراچی یونیورسٹی، کراچی	۱۹۹۷	۲۰۰۳ء		
مولانا غلام جابر مصباحی	امام احمد رضا اور ان کے مکتوبات	مگدھ یونیورسٹی، بہار	۱۹۹۷ء	۲۰۰۳ء		
پروفیسر مولانا اشفاق احمد جلالی	الزلال الأنقی من بحر سبقت الاتقی (للشیخ احمد رضا خاں)	پنجاب یونیورسٹی، لاہور	۱۹۹۷ء	۲۰۰۳ء		
سید شاہد علی نورانی	الشیخ احمد رضا شاعراً (عربی)	پنجاب یونیورسٹی لاہور	۱۹۹۷ء	۲۰۰۳ء		۸

امام احمد رضا پر زیر تکمیل پی. ایچ. ڈی مقالات کی فہرست

نام اسکالر	عنوان	یونیورسٹی	رجسٹریشن	تاریخ داخلہ	تاریخ منظوری	تاریخ اجرأ سند
پروفیسر سعید احمد	امام احمد رضا بریلوی کی اردو ادب میں خدمات	کلبار یونیورسٹی، کرناٹک	۱۹۹۷ء			
آنسہ تنظیم الفردوس	مولانا احمد رضا خان کی نعتیہ شاعری کا تاریخی اور ادبی جائزہ	جامعہ کراچی، کراچی	۱۹۹۸ء			
محمد حسن امام	امام احمد رضا اور ان کے خلفاء کا تحریک پاکستان میں کردار	جامعہ کراچی، کراچی	۱۹۹۸ء			
محمد عارف جامی	جد الممتار علی رد المحتار کی تخریج اور تحشی	جامعہ کراچی، کراچی	۲۰۰۰ء			

ایک اہم خبر

امام احمد رضا سلور جوبلی انٹرنیشنل کانفرنس ۲۰۰۵ء

الحمدللہ ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا (انٹرنیشنل) کی تاسیس (۱۹۸۰ء) کو چوبیس (۲۴) سال ہو چکے ہیں۔ ۲۰۰۵ء ادارے کے قیام کی سلور جوبلی کا سال ہے۔ چنانچہ اس مناسبت سے سن ۲۰۰۵ء میں ہم نے امام احمد رضا سلور جوبلی انٹرنیشنل کانفرنس منعقد کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے فروغ رضویات اور ابلاغ افکارِ رضا کے حوالے سے ہماری مساعی کو اب ملکی اور بین الاقوامی سطح پر وسیع پذیرائی حاصل ہو رہی ہے اور اب تک ۲۵/ سے زیادہ جامعات میں Ph.D اور M.Phil کے مقالات لکھے جا چکے ہیں، جن میں ۱۳/ اسکالرز کو Ph.D اور ۸/ کو M.Phil کی سندات مل چکی ہیں۔ اس کے علاوہ دیگر نامور قلم اور محققین نے حیاتِ اعلیٰ حضرت اور ان کی علمی خدمات کے حوالے سے بے شمار کتب تصنیف و تالیف کی ہیں۔

لہٰذا ہم نے فیصلہ کیا ہے کہ ان تمام اسکالرز حضرات کو جنہوں نے Ph.D اور M.Phil کی سندات حاصل کر لی ہیں اور جنہوں نے اعلیٰ حضرت پر غیر معمولی تصنیفی اور تالیفی خدمات انجام دی ہیں، اس انٹرنیشنل کانفرنس میں مدعو کیا جائے اور ان کی تصنیفی و تحقیقی خدمات کے اعتراف میں گولڈ مڈل اور سلور مڈل پیش کیا جائے گا۔

نیز ادارہ اس موقعہ پر دیگر کتابوں کے علاوہ ایک سوینئر بھی شائع کرنا چاہتا ہے جس میں اب تک امام احمد رضا پر Ph.D یا M.Phil کرنے والے اسکالرز کے کوائف کے ساتھ ساتھ ان کے مقالاجات کی تلخیص بھی شائع کرے گا لہٰذا تمام اسکالرز سے درخواست ہے کہ وہ اس اشتہار کو ہماری طرف سے دعوت سمجھیں اور اپنے تفصیلی کوائف نام مع ولدیت مکمل پتہ، تاریخ و مقام پیدائش، تعلیم (دارالعلوم یا یونیورسٹی) موجودہ مشغلہ، تصانیف کی تعداد، اہم تصانیف کے نام وغیرہ) کے ساتھ ساتھ تھیس کی فوٹو کاپی اور دو صفحہ میں اس کا خلاصہ/ خاکہ بھی ارسال کر دیں۔ اسکالرز حضرات سے یہ بھی درخواست ہے کہ وہ اپنے تھیس سے متعلق وہ معلومات بھی فراہم کریں کہ ان کو کب ایڈمیشن ملا اور کب تھیس جمع کیا، کس نے ان کا Viva امتحان لیا اور کب ڈگری تفویض ہوئی۔ اس دوران اگر کوئی غیر معمولی معاملہ یا رکاوٹ پیش آئی ہو تو اس کا بھی مختصراً تذکرہ کر دیں۔

غیر ملکی اسکالرز سے درخواست ہے کہ اگر ان کے پاسپورٹ بنے ہوئے نہ ہوں تو بنوالیں اور اگر ان کی تاریخ ختم ہو گئی ہو تو اس کی تجدید کرالیں۔ ادارہ کی یہ انٹرنیشنل کانفرنس اپریل ۲۰۰۵ء میں منعقد کی جائے گی۔ لہٰذا کوائف کے ساتھ پاسپورٹ کی صاف فوٹو کاپی کا بھی ہمیں ضرور بھیجیں۔

تمام اسکالرز ے درخواست ہے کہ اپنے کوائف کے ساتھ ساتھ دیگر معلومات بھی فراہم کریں تا کہ ان سے رابطہ میں آسانی ہو:

فون نمبر...... فیکس نمبر...... موبائل نمبر...... ای میل ایڈریس...... گھر کا ایڈریس...... وغیرہ وغیرہ۔

آخر میں مخیّر حضرات سے بھی درخواست ہے کہ ہمارے اس بڑے پروجیکٹ میں مالی اعانت فرمائیں کیونکہ اس موقعہ پر ہم 8-10 کتابوں کی اشاعت کا بھی ارادہ رکھتے ہیں لہٰذا اعلیٰ حضرت سے عقیدت و محبت کا موقعہ ہے اللہ تعالیٰ ہم کو اس نیک مقصد میں کامیابی عطا فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم

المشتہر: پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری، جنرل سیکریٹری

ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا انٹرنیشنل، کراچی، پاکستان

معارفِ کتب (نقد و نظر)

کتبِ نو

﴿تعارف وتبصرہ: سید وجاہت رسول قادری﴾

نام کتاب : جماعت اسلامی صحافت کی نظر میں

مرتب : صاحبزادہ سید زین العابدین شاہ راشدی

صفحات : ۱۰۶ ھدیہ: درج نہیں

ناشر : تحریک اتحاد اہلسنّت پاکستان

پیش نظر کتاب شاہ صاحب کی کوئی باقاعدہ تصنیف نہیں ہے نہ اس کے مندرجات کسی اور عالم کے تحریر شدہ ہیں یا کسی مفتی کے جواب استفتاء نہیں جنہیں شاہ صاحب نے جمع کیا ہے بلکہ علامہ سید زین العابدین شاہ راشدی صاحب نے ''جماعت اسلامی'' کی ساٹھ سالہ تاریخ اور اس کے بانی ابوالاعلیٰ مودودی صاحب کے کردار میں ان کی تحریک کی ابتداء سے لیکر ان کی اواخر زندگی تک جو تضادات اخبارات ورسائل وجرائد کے صفحات پر انہیں نظر آئے ان کو بڑی محنت ، جانفشانی اور جستجو کے بعد یکجا کیا اور قارئین کرام کے مطالعہ کیلئے بڑی احتیاط اور ترتیب اور نظم وضبط کے ساتھ پیش کیا ہے۔

یہ الگ بات ہے کہ صحافت کے اس ذخیرہ کی روشنی میں جماعت اسلامی اور اس کے بانی و امیر کے بعض خود ساختہ ''اسلامی نظریات'' کا خود بخود ردِّ بلیغ ہوگیا ہے۔

بقول مرتب کے ''مودودی صاحب خود بھی بنیادی طور پر ''صحافی'' تھے اس لئے ان کے اپنے قبیل سے اس کا جائزہ لیا جارہا ہے۔''گھر کا بھیدی'' کے حوالے سے یہ مضمون زیادہ اثر انگیز ثابت ہوگا۔اس کوشش سے میرا مقصد کسی پر کیچڑ اچھالنا ہرگز نہیں بلکہ حقائق کی وضاحت کرنا ہے تاکہ ملّت کے نوجوان حقیقت شناس بنیں اور گمراہی سے بچ سکیں''۔

''مطالعۂ مودودیت'' کے حوالے سے علمائے اہلسنّت کی طرف سے اب تک متعدد تحقیقی وتنقیدی مقالات کتابی صورت میں شائع ہو چکے ہیں ، مثلاً (۱) مودودی صاحب کا الٹا مذہب ، مصنفہ علامہ مفتی محبوب علی خان صاحب ، (۲) جماعت اسلامی کا شیش محل ، مصنفہ علامہ مشتاق احمد نظامی ، (۳) جماعت اسلامی ، مصنفہ علامہ ارشد القادری ، (۴) دستورِ جماعت اسلامی کا تنقیدی جائزہ ، مصنفہ علامہ صوفی محمد اللہ دتا ، (۵) مودودی اور اسلام ، افادات مولانا محمد شفیع اوکاڑوی ، مرتبہ محمد اکرم بصیر پوری ، (۶) اسلام کا تصورالٰہ اور مودودی صاحب ، علامہ مولانا سید محمد مدنی اشرفی جیلانی ۔ ان کے علاوہ خود علمائے دیوبند کی کثیر تعداد نے کہ عقائد کے اعتبار سے مودودی صاحب جن کے پیروکار تھے ، مودودی صاحب اور ان کی جماعت کے خلاف بے شمار تنقیدی اور تردیدی مضامین لکھے ہیں ۔ اس لئے زیر نظر کتاب اس حوالے سے ایک اضافہ ہے ۔ بلکہ مواد و مآخذ کے اعتبار سے یہ ایک انوکھی پیش کش ہے کہ اس میں کسی کی طرف سے مودودی صاحب یا ان کی جماعت کے متعلق کچھ نہیں لکھا گیا ہے بلکہ متعدد اخبار و جرائد کے کالموں کا ایک صحافتی تجزیاتی مرقع پیش کیا گیا ہے تاکہ قاری ان میں بیان کردہ حقائق وتضادات سے خود کسی فیصلہ پر پہنچ جائے ۔

معارف رضویات
(آپ کے خطوط کے آئینے میں)

دور و نزدیک سے

صابر حسین امداد، پشاور

''معارف رضا'' کا گلدستہ مجھے ملا، قلم کاغذ ایک طرف رکھ کر پیکٹ کھولا اور ورق گردانی شروع کردی، سبحان اللہ! صاحبزادہ سید وجاہت رسول قادری کی تحریر''اسوۂ حسنہ پر عمل-وقت کی ضرورت'' واقعی اگر ہم حضور پرنور ﷺ کے فرمان کہ''اللہ کے نزدیک برتری اور فضیلت کا معیار نہ تو دولت ہے، نہ ہی علم وآ گہی، بلکہ تقویٰ، خداترسی، امانت ودیانت، راستبازی اور پاکیزگی ہے'' پر عمل کرلیں تو دونوں جہانوں میں سرخروئی پالیں گے، ان شاء اللہ تعالیٰ''خواب میں دیدارِ مصطفیٰ ﷺ کی بہاریں'' ترجمہ از علامہ عبدالحکیم شرف قادری پڑھا۔ ترجمہ پڑھتے ہی علامہ حافظ ابن القیم کی تحریر''کتاب الروح'' الماری سے نکال کر سرہانے رکھ لی۔ انتہائی اہم تحریر''روح انسانی'' از مولانا عبدالرحمٰن پڑھی، تشنگی ہنوز باقی است۔ اس حوالے سے راقم نے بھی تھوڑا بہت کام کیا ہے، جو ہندکو زبان میں ہے اور ہندکو زبان ہی کے پرچے ماہنامہ''فروغ'' میں چھپ چکا ہے۔ (غالباً تین مضامین ہیں)۔

اب آیئے سالنامے کیطرف۔ سالنامے میں معارف رضا کے ۲۴ رسالہ سفر کے حوالے سے عرض ہے کہ آپ حضرات نے تحقیق وتصنیف کے حوالے سے خاصا کام کیا ہے۔ حضرت امام احمد رضا علیہ الرحمۃ والرضوان ایک فقیہ، مفسر ومحدث اور عالم و فاضل ہونے کے علاوہ ایک مصلح قوم بھی تھے۔ عرصہ، چالیس سال سے شعر کہنے اور صاحبِ کتب ہونے کے باوجود مجھ کورچشم کو سالنامے ہی کے ذریعہ آگاہی ہوئی کہ آپ کو شعر کہنے میں ملکہ حاصل تھا۔''اپنی بات'' میں اعلیٰ حضرت صاحبزادہ سید وجاہت رسول قادری صاحب نے دریا کو کوزے میں بند کرنے کی خوبصورت کوشش کی ہے جس میں وہ کامیاب بھی رہے ہیں۔ مولانا عبدالسلام رضوی صاحب کی کاوش عمدہ تھی۔ فنِ حدیث کے حوالے سے پروفیسر ڈاکٹر علامہ محمد مسعود احمد صاحب کی تحقیقی تحریر آئندہ روشن مینار کا کام دے گی۔ ڈاکٹر جلال الدین احمد نوری صاحب کی تحریر ایک بار پڑھی، کم از کم تین چار بار پڑھنے کے بعد اس تحریر کے بارے میں لب کشائی کے قابل ہوں گا۔ تربیت اولاد کے حوالے سے سلیم اللہ جندراں کی تحریر''تعمیر شخصیت'' معلوماتی تحریر ہے۔ والدین پر اولاد کے حقوق، خاص طور پر پیدائش سے شادی تک جسمیں بچپن، بلوغت سے پہلے اور بعد کے مراحل شامل ہیں پر تعلیماتِ امام احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی روشنی میں بڑی تفصیل سے بات کی گئی ہے۔ اگر ان تعلیمات پر عمل کیا جائے تو والدین اور اولاد کا رشتہ مزید مضبوط ہوسکتا ہے۔ پروفیسر انوار احمد زئی کی تحریر''آفتاب آمد دلیلِ آفتاب'' خوبصورت ادبی شاہکار ہے۔ ڈاکٹر محمد یونس قادری کا علمی اور تحقیقی جائزہ جامع اور مدلل تھا۔

☆☆☆